REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ٭ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ـــــ ۲۱
شمارہ ـــــ ۱۳

ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :- خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۱۴ صفر ۱۳۹۲ ہجری | ۳۰ امان ۱۳۵۱ ہش | ۳۰ مارچ ۱۹۷۲ء

## اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۲۱ امان (مارچ)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۵ امان کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

احباب حضور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر نیز حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا حرم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

۱۶ امان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

قادیان ۲۸ امان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ جماعت کے بہت سے بچے اور بچیاں میٹرک کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب ان کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ یہ امتحان پنجاب میں ۲۹ مارچ سے شروع ہے۔

### لوکل انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام

# قادیان میں جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد

## اس تاریخی دن سے متعلق مختلف پہلوؤں پر علماء سلسلہ کی پُر اثر تقاریر

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قادیان ۲۲ امان۔ آج صبح ٹھیک نو بجے مسجد اقصیٰ میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیرِ اہتمام اپنی سابقہ روایات کے مطابق جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام زیر صدارت محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی منعقد ہوا۔ مکرم محمد علی صاحب مدراسی کی تلاوتِ قرآن کریم اور عزیز مظفر احمد صاحب نقشی کی نظم کے ساتھ اس اجلاس کی کارروائی آغاز پذیر ہوئی۔ سب سے پہلے مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے نے

### سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد

کے موضوع پر تقریر کی۔ موصوف نے اپنی تقریر کے ابتداء میں آیتِ کریمہ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔

سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کی اور بتایا کہ اس موعود کے آنے کی سب سے بڑی غرض یہ تھی کہ تا اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ظاہر ہو۔ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے موصوف نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل مسلمانوں کی حالت پر روشنی ڈالی جو کیا بلحاظ عقائد اور کیا بلحاظ اعمال نہایت درجہ ناگفتہ بہ تھی۔ یہاں تک کہ عیسائی پادری مرکزِ اسلام پر عیسائیت کے غلبہ کا خواب دیکھ رہے تھے۔ ایسے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ آپ کے ذریعہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو ظاہر کرکے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرکے دکھا دیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دینِ اسلام کی تائید و تجدید، قرآن کریم کی خوبیاں اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ کس کس طرح اس موعود نے اسلام کی برتری کو تمام ادیان پر ثابت کرکے دکھایا اور کس کس طرح سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دنیا میں قائم کیا۔ اس ضمن میں مقرر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے مختلف اقتباسات پڑھ کر سنائے اور آخر میں دعا کی کہ خدا تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام و منصب

کے عنوان پر تقریر کی۔ فاضل مقرر نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی اصلاح کے لئے اپنے رسول مبعوث فرماتا ہے تو دنیا کی اخلاقی اور روحانی حالت اتنی گر گئی ہوتی ہے کہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی نبی یا مامور الٰہی آسکتا ہے۔ اسی تسلسل میں موصوف نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت اپنے دورِ تنزل میں یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلے گی چنانچہ جب مسلمانوں پر ایسا وقت آیا اور ان کی اخلاقی اور روحانی حالت بالکل گر گئی تو ٹھیک وقت پر اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ کی مبارک آمد پر مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہی مسیح موعود آئے۔ ہم تو مسیح ابن مریم کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ پھر ایسا وقت بھی آیا کہ اقبال کی طرح بعض لوگوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ کسی مسیح موعود یا مہدی معہود کے آنے کی ضرورت نہیں بلکہ امت کا ہر فرد ہی اپنے اپنے رنگ میں مسیح موعود اور مہدی معہود بن جانے کی کوشش کرے ؎

مینارِ دل پہ اپنے نزولِ مسیح دیکھ!
اب انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

دراصل یہ بھی اسی مایوسی کی ایک دوسری صورت ہے۔ فاضل مقرر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصب و مقام کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس موعود کو ایسے وقت میں مبعوث فرمایا کہ ہر قوم ایک موعود کی سراپا منتظر تھی۔ اور ایسے موقعہ پر آنے والے موعود کا مقام و منصب نبی سے کم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مقرر نے النبوۃ فی الاسلام کی تائید میں نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی کے اس قول کو کہ "من قال بسلب نبوتہٖ فقد کفر۔" (حجج الکرامہ صفحہ ۴۳۱) بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی وضاحت کی اور آپ کے خداداد مقام و منصب کو واضح کیا۔ اس ضمن میں فاضل مقرر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات و تحریرات سے متعدد اقتباسات سنا کر اپنی مدلل تقریر ختم کی۔

اس کے بعد عزیز ظہیر احمد خادم متعلم مدرسہ احمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

تیسرے نمبر پر زیرِ عنوان

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اخلاقی تعلیمات

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۰/امان ۱۳۵۱ہش

# حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا قصیدہ اور مسلمان!

**گذشتہ** اڑھائی تین ماہ سے اخبارات و رسائل میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے ایک قصیدہ کا بہت چرچا ہے۔ ماہ جنوری ۷۲ء کے تیسرے ہفتہ ہمیں بھی یہ قصیدہ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ جبکہ پھلواڑی شریف پٹنہ کے ہفتہ وار "غم خوار" مجریہ ۱۴/جنوری میں یہ فارسی قصیدہ مع اردو ترجمہ وتشریح شائع ہوا۔ اخبار مذکور نے قصیدے کا ماخذ اپنے قلمی نسخے بتلائے ہیں۔ جو بقول اُن کے ہزاروں افراد کے پاس موجود ہیں۔ زیرِ نظر قصیدہ قریب ساٹھ شعروں کا ہے اور اِسی شعر کے ساتھ شروع ہوتا ہے ؎

"پارینہ قصّہ شویم تازہ ہند گویم —— افتاد فرقہ دوئم ہے افتد از زمانہ"

قصہ قدیم کو نظر انداز کر کے ہندوستان پر تازہ آنے والے افتادوں کو بیان کرتا ہوں"۔
اسی انداز اور قافیہ میں لگ بھگ اسی سے لمبا قصیدہ رسالہ "شبستان" دہلی کی دو اشاعتوں میں اس طرح شائع ہوا ہے کہ ماہ فروری کی پہلی اشاعت میں ۷۱ اشعار اور شعر نمبر ۷۲ سے ۹۷ تک کی دوسری قسط اپریل کے پرچہ میں شائع ہوئی ہے۔ جو بازار میں آچکا ہے مذکورہ اخبار کی طرح شبستان نے بھی قصیدہ کا ماخذ قلمی نسخے ہی بیان کیا ہے۔

قصیدہ کے ساتھ عامۃ المسلمین کی غیر معمولی دلچسپی اور انہماک کے سبب اہلِ نظر نے بھی اس کی اچھی طرح جانچ پرکھ کی ہے۔ چنانچہ روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی مجریہ ۱۳ و ۱۴/مارچ کے دو پرچوں میں محمد منظور نعمانی صاحب کا تنقیدی جائزہ شائع ہوا ہے۔ موصوف نے واشگاف الفاظ میں قصیدہ کی پیشگوئیوں کو "مزخرفات" "خوشگوں خواب آور پیشین گوئیاں" قرار دیتے ہوئے لکھا :-

"ہر وہ شخص جس کو اللہ نے ان باتوں کی کچھ بھی سمجھ دی ہے اندازہ کر سکتا ہے کہ وحی و الہام کی بنیاد پر جو پیشین گوئیاں کی جاتی ہیں ان کا انداز کیا ہوتا ہے۔ اُن میں اس طرح کا تعین بالکل نہیں ہوتا، جس طرح کا تعین اِس قصیدہ کی پیشین گوئیوں میں ہے"۔

آخر میں نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"الغرض ایک صاحبِ نظر اور صاحبِ فراست کو اس میں ذرا بھی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ پیشین گوئیاں واقعات کے بعد گھڑی گئی ہیں۔ اور کسی بہت زیادہ ہوشیار آدمی نے بھی نہیں گھڑی ہیں"۔

یہی نہیں بلکہ روزنامہ الجمعیۃ کے فاضل مدیر نے بڑے ہی فاضلانہ انداز میں ہندوستانی مسلمانوں کو توہمات کی دلدل سے نکل کر حقیقت پسند بن جانے کا مخلصانہ مشورہ دیا ہے اس موقعہ پر فاضل مدیر نے مسلمانوں پر اس قصیدے کے عجیب وغریب اثرات کا تذکرہ جن الفاظ میں کیا ہے وہ خاص طور پر قابلِ غور ہیں، معاصر لکھتا ہے :-

"مسلمان خود اپنے اوپر بھروسہ نہیں کرتا۔ وہ چاہتا ہے کہ جس طرح اپاہجوں اور مدقوقوں کو سہارا چاہیئے اسی طرح اسے بھی غیب سے سہارا ملے۔ عین اس وقت جب کہ مسلمانوں کا جمود ٹوٹنا چاہیئے تھا اور تلافیٔ مافات کے لئے تڑپ کر میدان میں آجانا چاہیئے تھا وہ شاہ نعمت اللہ ولی اور ان کے قصیدہ کو سینے سے لگائے پھر رہا ہے۔ اس قصیدہ میں آئندہ کے بارے میں کچھ پیشگوئیاں ہیں اور شاید کوئی یہودی ہے جو موقع ومحل کا لحاظ کرتے ہوئے نئی نئی پیشگوئیاں ہر سال قصیدہ میں شامل کر دیتا ہے۔ اور مسلمان اپنی بتیسی چمکاتے ہوئے اسے بغل میں لئے پھرتے ہیں۔ کہ لو بھائی! بس کام ہوگیا۔ چند ماہ کی دیر ہے پھر دیکھنا —— انشاء اللہ —— کیا ہوتا ہے"۔

"جو لوگ اس قصیدہ کو چھاپ کر مسلمانوں کو افیون کھلا رہے ہیں وہ اپنی عاقبت کی فکر کریں۔ اور مسلمانوں پر رحم فرمائیں"۔

اسی سلسلہ میں مدیر محترم اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں :-

"راقم الحروف کو یاد ہے کہ ۱۹۴۶ء میں سندھ کی ایک ریاست میں وہاں کے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ کسی اسلامی کام کے لئے ایک تحریر پر اُن سے دستخط لینے تھے۔ شیخ عبدالمجید صاحب سندھی کا ایک خط بھی پیر صاحب کو دیا۔ انہوں نے اپنی پوری جلالی شان کے ساتھ کہا کہ کچھ نہیں ہوگا۔ خاموش بیٹھو، جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو ہمارے کام خود بخود ہو جائیں گے۔ ہم نے پیر صاحب کا رُخ موڑنا چاہا۔ مگر ناکام رہے۔ سوچیئے ۱۹۴۶ء سے ۱۹۷۲ء تک کتنا طویل عرصہ گزر گیا۔ اور دُنیا کہاں سے کہاں پہونچ گئی حتیٰ کہ چاند کی سطح نے انسان کے قدموں کو بھی چھو لیا۔ مگر مسلمانوں کے توہمات کا رنگ پھیکا نہ پڑ سکا .......... یہ مسلمان جو عین حرکت وعمل کے وقت پیشگوئیوں کی افیون گھول گھول کر پی رہے ہیں۔ کارل مارکس اور لینن نے ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا ہے کہ مذہب عوام کے لئے افیون ہے! یہی افیون انسانوں کو مذہب سے برگشتہ کرتی اور مردے از غیب کا انتظار کراتی ہے"۔

(روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۲۳/فروری ۱۹۷۲ء صٓ)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت مسلمان جس خطرناک قسم کے جمود اور بے حسی کا شکار بن رہا ہے اس کے پیشِ نظر اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اُسے اِس حالت سے نکالا جائے اور اس کے خوابیدہ جذبۂ عمل کو بیدار کیا جائے۔ مگر مشکل تو یہی ہے کہ یہ کام بھی مردے از غیب کی آمد کے بغیر ہوتا نظر نہیں آتا۔ حضرات علماء سے لے کر ملت کے سیاسی لیڈر دن تک نہ جانے کب سے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ پہلے سے بھی زیادہ بے حس اور بے عمل ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر [illegible] تو حضرات علماء کرام کو سنجیدگی اور متانت سے اِس مسئلہ پر غور کریں کہ آخر ان کی یہ تمام مساعی کیوں رائیگاں جا رہی ہیں، اور عامۃ المسلمین کے سامنے ان کا وجود دن بدن کیوں بے اثر ہوا جا رہا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ملت کا یہ روگ ان کے بس کا ہی نہیں، خدا کے فرستادہ اور اس کے خاص مامور ہی کے کرنے کا یہ کام ہے۔ کوئی مانے یا انکار کرے یہ اُنہی کی مرضی ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ مسلمانوں کو جمود سے نکال کر فعال بنا دینا برگزیدہ امام مہدی کا ہی کام ہے۔ جس سے وابستہ ہو کر ہی عامۃ المسلمین کا جذبۂ عمل حرکت میں آ سکتا ہے۔ جیسا کہ انہیں میں سے آئے ہوئے ایک حصہ کا اپنا عملی نمونہ ساری دُنیا کے سامنے ہے۔ آج حضرت امام مہدی کی جماعت زندہ اور فعال جماعت ہے۔ اس کی مثال اُس برقی تار کی ہے جس کا ایک سرا پاور ہاؤس کے ساتھ متصل ہو۔ اور دوسرا دیگر تمام مشینری کو حرکت میں لانے کا کام دے رہا ہو۔ لیکن مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے قاصر رہے ہیں، ان کے لئے سوائے جمود اور بے عملی کے اور کچھ نہیں۔ آپ شوق سے مسلمانوں کو حقیقت پسند بنائیے۔ بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن سیّدنا امام مہدی کے عظیم القدر وجود سے اعلاً استغناء بھی تو حقیقت پسندی نہیں۔

چونکہ آج کی گفتگو حضرت نعمت اللہ ولی کے قصیدہ سے متعلق ہے اس لئے آخر میں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ موصوف کا ایک اَور قصیدہ ہے جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے ؎

قدرت کردگار مے بینم —— حالت روزگار مے بینم

آج سے ۸۰ سال پہلے ۲۶/مئی ۱۸۹۳ء کو مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ایک رسالہ موسومہ "نشانِ آسمانی وشہادۃ الملہمین" شائع فرمایا۔ اس میں حضورؑ نے اپنے دعاوی کی تائید و تصدیق میں جہاں دیگر اولیاءِ امت کے کشوف والہامات کا ذکر فرمایا ہے وہیں حضرت نعمت اللہ ولی کے اس قصیدہ سے چند ضروری اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

یہ قصیدہ رسالہ "اربعین فی احوال المہدیین" کے آخر میں بھی شامل ہے۔ اس میں ۵۵ اشعار ہیں۔ مذکورہ رسالہ "اربعین" نہ تو قلمی ہے نہ ہی قریب زمانہ کا شائع کردہ ہے۔ بلکہ آج سے ۱۲۳ سال پہلے کا مطبوعہ ہے۔ اصل پرانا نسخہ ہمارے درویش بھائی میاں عبد الرحیم صاحب دیانت کے پاس قادیان میں اب بھی موجود ہے۔ جس کے آخر میں تاریخ اشاعت ۲۵/محرم الحرام ۱۲۶۸ھ ہجری شائع شدہ موجود ہے۔

قصیدہ ہذا کے بارے میں مفصّل گفتگو تو ہم کسی آئندہ موقع پر کرنا چاہتے ہیں۔ فی الحال اسی قدر لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہفت روزہ "غم خوار" پٹنہ یا رسالہ شبستان دہلی میں شائع ہونے والے قصیدہ کے غیر مستند اور من گھڑت ہونے پر جو کچھ کہا جاتا ہے، یہ قصیدہ بفضلہ تعالےٰ جملہ ایسے نقائص واعتراضات سے یکسر پاک ہونے کے ساتھ ساتھ ان اصول وقواعد پر بھی پورا اُترتا ہے جو قرآن وحدیث اور انبیاء سابقین و اولیائے امت کی بیان کردہ پیشگوئیوں سے مستنبط ہوتے ہیں۔ نیز روایت و درایت کے پہلو سے ہر طرح قابلِ استناد ہوتے ہوئے اولیائے امت کی باقیات صالحات میں سے ایک زرّین روحانی سرمایہ ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

خطبہ جمعہ

# وقفِ جدید کے قیام کی غرض یہ ہے کہ وقف کی رُوح کے ساتھ بنی نوعِ انسان کی خدمت میں وسعت پیدا کی جائے

## جماعت وقفِ جدید کے لئے قابل اور اہل افراد پیش کرے اور اس کے چندہ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے

## وقفِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۷ صلح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۷ جنوری ۱۹۷۲ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے یہ آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی :-

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○

( ابراہیم : ۱۳ )

اور پھر فرمایا :-

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے

### تین اصولی باتیں

بیان فرمائی ہیں پہلی بات یہ کہ توکل صرف ایسی ہستی پر توکل کیا جا سکتا ہے۔ (کہ اس کے بغیر کوئی سہارا نہیں اور اس کی مدد سے کامیابی اور فلاح حاصل ہوگی اور عمل کے نتائج اچھے نکلیں گے) جو ہمیں عمل کی راہیں بھی بتائے یعنی وہ شروع سے ہماری انگلی پکڑے۔ فرمایا وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا اللہ تعالیٰ جس نے ہماری انگلی پکڑی۔ اور ہمیں ہدایت کی راہ یعنی صراطِ مستقیم پر چلایا اُس پر ہم کیسے توکل نہ کریں۔

دوسری بات اس آیت میں یہ بتائی کہ مخالف اور دشمن کی ایذا رسانی پر صبر اُسی صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ جب انسان نے کسی قادر ہستی کی انگلی پکڑی ہوئی ہو۔ اگر کوئی ایسا قابلِ اعتماد بھروسہ ہی نہ ہو تو انسان بے صبرا ہو جائے گا۔ کیونکہ انتہائی دکھوں میں ڈالے جانے کے بعد انتہائی توکل ہی انسان کر سکتا ہے (اور پھر توکل ہی کے نتیجہ میں صبر پیدا ہوتا ہے) جسے یہ معلوم ہو اور جس کا یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی ہے جس نے شروع ہی سے ہماری راہنمائی اور کامیابی کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ ہماری استطاعت کے مطابق اور ہمارے ماحول کے لحاظ سے اور جو وقت کا تقاضا تھا اُسے سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے

### ہدایت کے سامان

پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر ہم اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں گے، اُس کی ہدایتوں پر عمل کریں گے، تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم ناکام ہوں۔

غرض جب انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اپنی کمزوری اور اپنے گناہ اور اپنی بے مائگی کا احساس انتہا تک پہنچتے ہوئے بھی ایک انتہائی قادرِ مطلق خدا پر اس کا ایمان ہوتا ہے۔ اس کی صفات کی معرفت اُسے حاصل ہوتی ہے۔ پھر جب وہ خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلتا ہے تو غیر کی قائم کردہ روکیں اُسے ڈراتی نہیں۔ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيْتُمُوْنَا میں مومنوں کی یہی صفت بتائی گئی ہے۔

اس آیت میں تیسری بات وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ہے۔ اس میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ عقلاً، نہ فطرتاً، نہ شرعاً اور نہ مشاہدہ کے لحاظ سے کسی اور پر توکل ہو سکتا ہے، ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ایک یہی صداقت ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ توکل اسی پر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہی حقیقی سہارا ہے۔

پس وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ کی رُو سے جس آدمی نے توکل کرنا ہو خواہ وہ ایک فرد ہو یا قوم جس کو بھی یہ احساس ہو کہ میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا مجھے کسی سہارے کی ضرورت ہے تو اس کی عقل بھی اُسے یہی مشورہ دے گی، اُس کی فطرت کا بھی یہی تقاضا ہوگا اور بنی نوعِ انسان کی تاریخ کا بھی یہی نتیجہ نکلے گا کہ ایک ہی ہستی ہے جس پر توکل کیا جا سکتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

ہم زندہ خدا کی

### زندہ تجلیات

کو دیکھنے والے اور اس یقین پر قائم ہیں کہ ہمیں بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے۔ جس طرح بحیثیت فرد اُس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی طرح بحیثیت جماعت اُس نے ہمیں قائم کیا ہے۔ اور جن اغراض کے لئے اُس نے ہمیں قائم کیا ہے اور جن راہوں پر وہ ہمیں چلانا چاہتا تھا وہ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا کی رُو سے واضح ہیں۔ اُس نے ہمیں اپنے راستے دکھائے ہیں۔

انسانی فطرت کے نئے تقاضے ہوتے ہیں۔ البتہ فطرت کے نئے تقاضے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انسانی فطرت ہی بدل گئی۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان کی فطرت میں جو کچھ رکھا گیا تھا، اُس کا استعمال بدل گیا۔ کیونکہ انسان کی فطرت میں تھا دوسرے آدمی سے ہمدردی کرنا۔ اور اُس کے دکھوں کا مداوا کرنا۔ اگر دُنیا کے دُکھ بدل جائیں تو گویا فطرت کے تقاضے بھی بدل گئے۔ پھر ایک نئے طریقے پر نئے دکھوں کا نیا علاج سوچنا پڑے گا۔

پھر وقت کا تقاضا ہے، بدلے ہوئے حالات میں ہماری قربانیاں اور ہمارے خدمت کے طریق بدل جاتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو اور اپنی محبوب جماعتوں کو نئی راہیں بتاتا ہے اور انہیں نئے طریقے سکھاتا ہے۔ نئے نئے طریقوں سے انہیں ترقی پر ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی ایک طریقہ یا ایک سبیل یا ایک راہ یا ایک صراطِ مستقیم

"وقفِ جدید"

کی شکل میں ہمارے سامنے رکھی ہے۔ اور وقفِ جدید کی رُوح یہ ہے کہ وقف کی رُوح کے ساتھ بنی نوعِ انسان کی خدمت میں وسعت پیدا کی جائے۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دراصل یہی منشا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے جماعتی نظام تو موجود تھا۔ تحریکِ جدید بھی قائم تھی اور وہ اپنے کاموں میں لگی ہوئی تھی۔ جماعت کی ہر ایک تنظیم کا اپنا انتظام تھا۔ اور وہ اپنے کام میں لگی ہوئی تھی۔ لیکن میں نے جہاں تک غور کیا اور میں سمجھتا ہوں یہ میرا اپنا تجزیہ اور استدلال ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک طریق، تو یہ بات تھی کہ تحریکِ جدید کا اپنا ایک طریق متعین ہو گیا ہے۔ اور تحریکِ جدید کے کام کا تقاضا یہ ہے کہ بہت بڑے عالم ہوں (خدا کرے کہ ہمیں ایسے عالم ملیں اور ہمیشہ ملتے رہیں) کیونکہ انہیں باہر بھی جانا پڑتا ہے۔ جہاں انہیں بڑے بڑے پادریوں سے جو اپنے آپ کو دنیا کا معلم سمجھتے ہیں۔ خواہ وہ معلم ہوں یا نہ ہوں۔ بہرحال وہ اپنے آپ کو دنیا کا معلم سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ باتیں کرنی پڑتی ہیں۔ اس غرض کے لئے جامعہ احمدیہ قائم ہے۔

### جامعہ احمدیہ

کو بھی اپنی ترقی کے لئے سوچنا چاہیئے اور بہتری کے لئے سامان کرنا چاہیئے۔ جامعہ احمدیہ سے شاہد کرنے کے بعد پھر ہم اُن کو ریفریشر کورس کرواتے ہیں۔ پھر بعض کو زبانیں سکھاتے ہیں اس کے اوپر بڑا خرچ آتا ہے۔ ہمیں اس وقت جتنی ضرورت ہے اس کے مطابق ہمارے پاس وسائل نہیں۔ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں حالانکہ کام بڑھ گیا ہے۔ مبلغین کے علاوہ ہمارے پاس صرف ... میں جو شاہد اور معلم ہیں یہ بڑے اعزاز کرنے والے ہیں وہ بھی اسی طرح بڑے ...

کے ہونے چاہئیں۔ یہ سارے اس پایہ کے نہیں جس پایہ کے اُن کو ہونا چاہیئے۔ اس لئے انہیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اعلیٰ پایہ کے مربیان و معلمین بن جائیں۔ اور وہ بن سکتے ہیں۔ اگرچہ جامعہ احمدیہ کی پڑھائی کے نتیجہ میں تو نہیں بنتے۔ لیکن وہ اپنی دُعاؤں کے نتیجہ میں پایہ کے مبلغ ضرور بن سکتے ہیں۔ کیونکہ دُعاؤں کے نتیجہ میں اگر چیز حسبِ منشاء بن سکتی ہے تو اس لحاظ سے ہر شخص پایہ کا مبلغ بھی بن سکتا ہے۔ جو شخص خدا تعالےٰ سے پیار کا تعلق پیدا کرے گا اور دعائیں کرے گا تو خدا تعالےٰ خود اُسے سکھائے گا اور اُس کا معلّم بنے گا۔

پس جہاں انتظامیہ کو اِس طرف توجہ دینی چاہیئے وہاں ہر شاہد کو بھی اپنی ذات کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ورنہ اگر دوسرے عربی کے ٹیچروں کی طرح زندگی گذارنی ہے (میں شاہدین سے کہہ رہا ہوں) تو پھر آپ نے کیا زندگی گذاری۔ اگر آپ نے سکولوں کے عام عربی معلّم اور مدرّسوں کی طرح زندگی گزاری تو پھر آپ نے بڑا ظلم کیا۔ اس معلّم کو تو علم ہی نہیں کہ [illegible]

## خدا کا پیار

کس طرح حاصل کرسکتا ہے۔ اور کتنا [illegible] کرسکتا ہے۔

پس شاہدین کو یہ علم ہوتے ہوئے اور دوسروں کو دیکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کتنا پیار کرنے والا ہے۔ اور یہ کہ وہ بھی اللہ تعالےٰ کا پیار حاصل کرسکتے ہیں۔ پھر بھی وہ اللہ تعالےٰ کے پیار سے محروم رہیں تو میرے نزدیک اِس سے زیادہ بدقسمتی اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

بہر حال جامعہ احمدیہ پر بھی بڑے پیسے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ میٹرک پاس طلبار لیتے ہیں اور پھر اُن کو آگے پڑھاتے ہیں۔ پھر جس طرح ہر زندہ اور ہرے بھرے درخت کی ٹہنیاں سُوکھ جاتی ہیں۔ اسی طرح شاہدین میں سے بھی کچھ کاٹنے پڑتے ہیں۔ ہر سال کچھ چھانٹی کرنی پڑتی ہے۔ نتیجہ بہت تھوڑا نکلتا ہے۔ خرچ بڑا ہوتا ہے۔

## ہمارے وسائل

محدود تھے۔ اور جو مبلغین ہم تیار کر رہے تھے، اُن پر فی کس خرچ بہت زیادہ تھا۔ لیکن یہ کام اپنی ضرورت کے لحاظ سے بڑا اہم ہے۔ اس لئے اسے جاری رکھنا ضروری تھا۔

پس ایک طرف یہ چیز تھی اور دوسری طرف وسعت پیدا کرنی تھی۔ اب مَیں سوچتا ہوں کہ جس طرح میرے دماغ میں آیا ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ کے دماغ میں بھی یہی بات آئی تھی کہ

## وقت آگیا ہے

کہ ہم اپنے کام میں وسعت پیدا کریں۔ اور وسعت پیدا کریں۔ ان لوگوں کے ذریعہ جو تھوڑا گزارہ لیں اور وقف کی رُوح کے ساتھ آئیں۔ چنانچہ آپ نے ایک خطبہ میں ہزاروں کی سکیم بنادی۔ آپ نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا۔ اب وہ بیسں سال کے بعد پوری ہوتی ہے یا پچاس سال کے بعد پوری ہوتی ہے، یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ لیکن آپ نے اپنی ایک خواہش کا اظہار کر دیا۔ ۱۲/ لاکھ روپے آمد ہوسکتی ہے۔ اور اس کے مطابق ساٹھ روپے ماہوار پر کئی ہزار آدمی رکھے جاسکتے ہیں۔ ویسے اب تو حالات بدل گئے ہیں۔ میرے خیال میں اب ساٹھ روپیہ کی بجائے نوّے روپے دیئے جارہے ہیں۔ بایں ہمہ آدمی کم آرہے ہیں۔

انسان سوچتا ہے تو اور فکر و تدبّر کرنے والا انسان بالعموم

## ایک منصوبہ

بناتا ہے کہ اگر وہ اس طرح کام کرے تو اپنے وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مگر وقفِ جدید کے کام کے لحاظ سے جماعت کی [illegible] طرف توجہ نہیں۔ کچھ تو توجہ ہے [illegible] یہ نہیں کہتا کہ بالکل توجہ نہیں ہے۔ لیکن مَیں یہ ضرور کہوں گا کہ جتنی اس حصّہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی اس کا دسواں حصّہ توجہ ہے۔ نوّے فیصد توجہ نہیں ہے۔

معلّمین اصلاح و ارشاد جماعتی تنظیم کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ مگر پچاس ساٹھ شاہدین کے علاوہ صرف ساٹھ ستّر نیم پڑھے معلّمین وقفِ جدید رکھنے سے کیا فائدہ ہے کیونکہ جو اصل غرض تھی وہ تو اُن کے ذریعہ پُوری نہیں ہوئی۔ اصل تخیّل تو یہ تھا کہ کام میں یک دم وسعت پیدا کرو۔ آپ جو معلّم لیتے ہیں وہ آٹھویں جماعت تک پڑھے ہوتے ہیں۔ اُنہیں ایک سال کا یہاں کورس کراتے ہیں۔ اُن کی حالت تو پتلی سی شاخ کے مانند ہے۔ جس طرح آم کی ٹہنی جب نکلتی ہے تو بڑی کمزور ہوتی ہے۔ تاہم یہ بیج لگانا ہمارا مقصد ہے۔ تنا تو بعد میں بنے گا۔ پھل تو بعد میں آئیں گے۔ لیکن آپ نے تو وہ بیج بھی نہیں لگایا۔ ستّر اسّی کے اُوپر آکر ٹھہر گئے۔ ستّر اسّی معلّمین وقفِ جدید کی تعداد اس وسیع منصوبے کے لحاظ سے جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہُ نے بتایا تھا، ایک ضلع کے لئے بھی کافی نہیں ہے۔ ایک تحصیل کے لئے شاید کافی ہو۔

جماعت کو اس وقت مَیں دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس اعلان کے بعد کہ یکم جنوری سے وقفِ جدید کا نیا سال شروع ہوگیا ہے اللہ تعالےٰ ہمیں عمل کی توفیق دے اور ہمارے عمل میں برکت ڈالے۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے اِس

## اعلان کے بعد

مَیں جماعت کو دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ وقفِ جدید کے لئے جماعت زیادہ آدمی دے۔ اور اسے جماعت محض وعظ تصوّر نہ کرے۔ بلکہ وہ ایک سکیم بنائے کہ ہر سال موجودہ معلّمین کا دس یا بیس فی صد دے گی۔

(ب) یہ ہے کہ آپ جو آدمی دیں اُن میں کچھ تو صلاحیت ہونی چاہیئے۔ اِس وقت معلّمین کا ایک حصّہ ایسا ہے (سب کے متعلق تو مَیں یہ نہیں کہتا لیکن ایک حصّہ ضرور ایسا ہے) جو یہ سمجھتا ہے کہ ہماری کہیں اور جگہ کھپت نہیں ہوسکتی اس واسطے یہاں آجاؤ۔ اگر اس طرح کے آدمی آئیں تو ہمارا کام کیسے ہوگا۔ ہم نے اُن سے کام تو یہ لینا ہے کہ جب کسی کو کہیں سے بھی کامیابی نصیب نہ ہو تو وہ ان سے حاصل کرے۔ لیکن وہ آدمی جو [illegible] آیا ہے جو اُس کی کہیں کھپت نہیں ہوسکتی اس لئے وہ یہاں آجائے اُس نے کام کیا کرنا ہے۔ وہ آدمی جو ساری دُنیا کی ناکامیاں دیکھ کر آتا ہے وہ

## دُنیا کی ہدایت

کا سامان کیسے پیدا کرسکتا ہے۔

پس جماعت سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ جو آدمی وقفِ جدید کے لئے دیں وہ قابل اور اہل ہونا چاہیئے۔ اور پھر جب آدمی دیں تو اُن کو خرچ بھی دیں۔ جتنے زیادہ آدمی دیں گے۔ ان پر اتنا زیادہ خرچ بھی آئے گا۔ اس کے مطابق آپ کو چندہ دینا چاہیئے۔

پس وہ

## پیارا وجود

جس کے ساتھ آپ کو پیار اور عشق کا دعوےٰ ہے، اُس نے آپ کو جو کام دیا تھا اُس سے کہیں تھوڑے کام کا آپ نے منصوبہ بنایا اور وہ بھی پُورا نہیں کیا۔ یہ تو بڑے شرم کی بات ہے۔ اس لئے جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔

دوسری طرف مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ جو ہمارا وقفِ جدید کا دفتر ہے اس کو اپنا حساب درست کرنا چاہیئے۔ گذشتہ دو چار دن میں ہی میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ جو رقمیں وصول ہوچکی ہیں ان کا بھی ٹھیک طرح حساب نہیں رکھا گیا۔ (پیسوں کا ضیاع تو نہیں ہوا) لیکن اگر ایک شخص تین مہینے کے بعد اپنا چندہ دے دیتا ہے اور اپنا وعدہ پورا کر دیتا ہے اور آپ چھ مہینے کے بعد اُسے کہیں کہ تم نے کوئی چندہ نہیں دیا تو آپ نے اس کا وقت ضائع کیا۔ آپ کو یہ کس نے حق دیا ہے؟ پس مَیں دفتر سے کہتا ہوں کہ آپ مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام کی طرف منسوب ہونے والوں کا وقت ضائع نہ کریں۔ یہ سُننے کے بعد اور اس بات کو تقریباً دُہرانے کے بعد کہ آپؑ کے متعلق یہ کہا گیا ہے

أَنْتَ الشَّيْخُ الْمَسِيْحُ الَّذِيْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ۔ (تذکرہ ۳۸۹)

کہ تیرا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ آپ خود اس مسیحؑ کی طرف منسوب ہونے والوں کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اور اُن کو پریشانی میں ڈال رہے ہیں۔ اس لئے اپنے گھر کو درست کریں اور اسکی صفائی کریں اور اہلیت کو بڑھائیں۔ مرکزی دفتر کسی ایک آدمی کیلئے بھی پریشانی کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔

---

# مالی سال کے آخری چند یوم

جیسا کہ احبابِ جماعت کو علم ہے کہ ۳۰ر اپریل ۱۹۷۲ء کو صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہورہا ہے اور اب چند یوم باقی ہیں۔

اس لئے نظارت ہٰذا جملہ احبابِ جماعت سے و عہدیدارانِ مال و مبلغینِ کرام سے امید رکھتی ہے کہ جماعت کے ہر بقایادار کو مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات سے آگاہ فرما دیں گے تاکہ ایسے دوست بھی بشاشتِ قلب ۳۰ر اپریل سے قبل اپنے لازمی چندہ جات کی رقوم جو اُن کے ذمہ واجب الادا ہیں ادا کر کے اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں۔

قبل ازیں تمام جماعتوں کو ۲۹ تک کی پوزیشن کی اطلاع بھجوائی جاچکی ہے۔ امید ہے کہ احبابِ جماعت اپنے اس عہد کو سامنے رکھیں گے کہ "مَیں دین کو دُنیا پر مقدم رکھوں گا"۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۲ء

# غرباء، یتیموں اور عورتوں سے متعلق
# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کا عمل

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد دکن

غرباء سے وہ مساکین مراد ہیں جن کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ بخوبی اپنا گزارہ کر سکیں۔ یتیم عربی زبان میں اسے کہتے ہیں جس کا والد فوت ہو چکا ہو اور اس کا مربی کوئی نہ ہو۔ اور ابھی وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکتا ہو۔ اسی طرح عورتیں بھی معاشرہ کا ایک نازک اور کمزور حصہ ہیں۔ پس معاشرۂ انسانی کے ان تینوں کمزور ترین طبقات سے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپؐ کا عمل مجھے بیان کرنا ہے۔

## ایک فطری جذبہ

یہ ایک فطری حقیقت ہے جس کا کوئی فردِ بشر انکار نہیں کر سکتا کہ انسان طبعاً بنی نوع انسان کے کمزور ترین طبقات، مصیبت زدہ افراد، پریشان حال لوگوں اور بلکتی ہوئی انسانیت کے لئے بے پناہ جذبۂ ہمدردی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

جب کسی ملک یا علاقہ میں قحط کے آثار پیدا ہوتے ہیں یا قدرتی آفات گھیر لیتی ہیں، یا خونریز جنگیں آبادیوں کو ویرانوں میں بدل دیتی ہیں تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک یہی جذبۂ ہمدردی ایک شور برپا کر دیتا ہے۔ ہلالِ احمر یا ریڈ کراس قسم کی رفاہِ عام سے تعلق رکھنے والی سوسائٹیاں اسی جذبۂ ہمدردی کا مظاہرہ کرتی ہوئی حرکت میں آ جاتی ہیں۔

پس کمزور اور بے سہارا اور پریشان حال طبقات کے ساتھ بے پناہ جذبۂ ہمدردی انسانی فطرت کا خاصہ ہے جو غفلت کے پردوں میں گم تو پڑ جاتا ہے مرتا نہیں جس کا اظہار غلط اور نامناسب رُخ تو اختیار کر سکتا ہے مگر رُک سکتا نہیں۔

## عظیم انقلاب

بڑے بڑے عظیم الشان انقلابات اسی جذبۂ ہمدردی نے برپا کئے ہیں۔ حضرت کرشن علیہ السلام نے ایک پرانے دوست [illegible] غریب نانِ شبینہ کے محتاج ایک جھونپڑی کے مکین سُداما کی جس رنگ میں دلجوئی اور امداد کی ہزاروں سال گزرنے کے باوجود آج بھی وہ تاریخ کا ایک سنہری واقعہ ہے۔ حضرت رامچندر نے اپنی سوتیلی والدہ کیکئی کی خواہش پر بارہ سال کا بن باس قبول کر کے جو انقلاب برپا کیا دنیا آج تک اسے بھلا نہیں سکی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک غریب و بے بس مظلوم شخص کی امداد کر کے جب فرعونی حکومت کے زیرِ عتاب ہوئے اور غریب الدیار ہونے کی حالت میں دو غمزدہ کمزور لڑکیوں کی مردانہ وار مدد کر کے جس مقام کو پہنچے اس کا ذکر قرآن کریم جیسی بے مثل کتاب میں محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے چوہڑکانہ کے جنگل میں بھوکے فقیروں پر ساری پونجی خرچ کر کے انہیں کھانا کھلایا اور ایک بلند مقام روحانیت کو پہنچے۔ یہ خطۂ پنجاب اس کا ثبوت اور گواہ ہے۔ اور مہاتما بدھ کے دل و دماغ میں پریشان حال لوگوں اور سرِ راہ بلکتی ہوئی انسانیت کے دلدوز نظاروں نے جو ہیجان و اضطراب اور بے چینی پیدا کر دی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک ناز و نعمت میں پرورش پانے والا خاک نشین ہو گیا اور روحانی اعتبار سے روشنی کا ایک مینار ثابت ہوا۔ یہ سب واقعات اسی حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ انسانی سرشت میں بے پناہ جذبۂ ہمدردی کمزور ترین طبقات کے لئے پایا جاتا ہے۔ اور جب کبھی اس عظیم جذبہ کا تمام و کمال اظہار ہوتا ہے تو ایک انقلابِ عظیم برپا ہو جاتا ہے۔

## ایک فلسفہ

سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حقیقت کو ایک عظیم فلسفہ کے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ فرمایا:-

بَدَءَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَىٰ لِلْغُرَبَاءِ

کہ اسلام کا آغاز بھی غربت کی حالت میں ہوا پھر وہ آخری دور میں غربت کی طرف لوٹ جائے گا۔ بس اے دنیا کے نادار بے سہارا لوگو! اور اے مجبور درویشو! تم اپنی تنگ گزرانی، مفلوک الحالی اور ٹھکرائی ہوئی حیثیت اور درویشانہ لبادوں کو دیکھ کر رنجیدہ مت ہو جاؤ۔ تمہارے دل کباب نہ ہو جائیں بلکہ خوشی سے اچھلو کہ تمہاری مثال اس عظیم الشان مذہب کے ساتھ دی گئی ہے جسے اسلام کہتے ہیں۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِی۔ اور اے مظلوم افسردہ اور رنجیدہ خاطر یتیم بچو! تم اپنے آنسوؤں کو پونچھ لو کہ سید ولد آدم انسانیت کے تاج حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی دُرِّ یتیم ہی تھے اور مصائب و آلام کے بحرِ بیکراں میں کوہِ وقار۔ پس تم اپنی ہمت نہ ہارو۔

اور اے کمزور عورتو! تم اپنی دربدری [illegible] کو نظر انداز کر دو کہ سرتاج انبیاء احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی نیکی کا پیمانہ صرف اور صرف بیویوں کے ساتھ حسن سلوک ہی بتایا ہے۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ۔ اور جنت ماں کے قدموں کے نیچے بتائی گئی ہے۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّھَاتِکُمْ۔ پس کمزور طبقات کے ساتھ بے پناہ جذبۂ ہمدردی فطرتِ انسانی میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کیا ہوا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک عظیم فلسفہ کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اپنے قول اور فعل سے۔

## غیر مذہبی دنیا

مذہبی دنیا سے ہٹ کر جب ہم غیر مذہبی دنیا کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں بھی ہمیں یہ جذبہ کارفرما دکھائی دیتا ہے۔ کمیونزم جیسی مادی عالمگیر اور بھیانک تحریک بھی اسی جذبہ کی مرہونِ منت ہے۔ یہ تحریک درحقیقت ان مذہبی کہلانے والے سرمایہ داروں کا ردِ عمل ہے جو مذہبی حقائق سے بالکل ناآشنا تھے۔ ان سرمایہ داروں کے پاؤں میں کچلی ہوئی اور بلکتی ہوئی انسانیت نے روٹی کا مسئلہ کھڑا کر کے کمیونزم کو جنم دیا اور پھر کمیونزم نے پتھر دل سرمایہ داروں کو ایسی ایسی سزائیں دیں جسے دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ایک خطرناک طبقاتی کشمکش کو فروغ ہوا۔ دنیا دو حصوں میں بٹ گئی جن کے علمبردار قرآن کریم احادیث اور بائیبل کی رو سے یاجوج ماجوج کہلائے۔

کمیونزم نے جہاں کمزور طبقات کے ساتھ جذبۂ ہمدردی کا مظاہرہ کر کے ایک بہت بڑی کامیابی حاصل کی وہاں غلط انداز اختیار کر کے ایک طرف طبقاتی کشمکش پیدا کر دی اور دوسری جانب خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کر کے انسان کے دوسرے متوازی فطری جذبہ کو دبا دیا جسے ”خدا کی تلاش“ کہتے ہیں۔ جو ہر دل میں موجود ہے اور پوری کی پوری انسانیت کو روحانی اور جسمانی اعتبار سے ایک چونکا دینے والی تباہی کی طرف دھکیل دیا اور کئی نئے مسائل بھی کھڑے کر دئیے ؎

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آج ہماری واجب الاحترام وزیراعظم مسز اندرا گاندھی نے پورے ملک کو غریبی ہٹاؤ کا ایک پُرعظمت نعرہ دیا ہے۔ یہ بھی درحقیقت اسی جذبہ کا ایک عظیم اظہار ہے۔ یہ نعرہ صرف نعرہ ہی نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے مذہبی اور غیر مذہبی تاریخ کا بھی حامل ہے۔ اور اسی عظیم الشان جذبۂ ہمدردی کی پُرشوکت ترجمانی کرتا ہے جو انسانی فطرت میں مرتسم ہے۔ اور ہمارے ملک کے باشندے جس قدر اس نعرہ پر ناز کریں کم ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ نعرہ کسی کمیونزم کی طرز کی غلط سمت کو اختیار نہ کر لے اور یہ نعرہ صرف نعرہ ہی نہ رہے بلکہ حقیقت کا نقاب اوڑھ لے۔

## دو بنیادی جذبات

احباب کرام! اس مربوط تمہید کے ساتھ میں اپنا مضمون بیان کرتا ہوں جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی غرباء یتیموں اور عورتوں کے متعلق تعلیم اور آپؐ کے عمل پر مشتمل ہے۔

اس مادہ پرستی کے عظیم دور میں کمیونزم اور سوشلزم کی طرز پر جس قدر تحریکات فروغ پا رہی ہیں وہ سب کی سب ایک ہی پہلو کو بیان کرتی ہیں کہ غرباء اور پریشان حال لوگوں کی کم از کم مادی بنیادی ضروریات پوری ہونی چاہئیں اور یہ محض انسان کے ایک جذبۂ ہمدردی کی ترجمانی کرتی ہیں۔ حالانکہ اس جذبہ کے متوازی اور اس سے بڑھ کر ایک اور عظیم جذبہ بھی انسان کے اندر موجود ہے اور وہ ہے ”خدا کی تلاش“۔ ایک خدا کا منکر اور دہریہ بھی جب دردناک مصیبت میں چاروں طرف سے گھر جاتا ہے اور اس کے تمام مادی سہارے ٹوٹ جاتے ہیں تو وہ بے اختیار ہو کر خدا خدا پکارنے لگتا ہے۔ یہ درحقیقت اسی عظیم جذبے کا اظہار ہوتا ہے جو پہلے غفلت کے پردوں میں مستور ہوتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں ان دونوں بنیادی جذبات کو ایک عظیم فلسفہ کے رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۔

یعنی خدا کے بندے وہ ہوتے ہیں جو غرباء اور یتیموں اور قیدیوں کو خدا کی محبت پر کھانا کھلاتے ہیں۔ اور زبانِ حال سے کہتے جاتے ہیں کہ اے لوگو! ہم تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانا کھلاتے ہیں۔ نہ ہم تم سے کوئی بدلہ طلب کرتے ہیں اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو۔

ان آیات میں ”خدا کی تلاش“ اور کمزور طبقات کے ساتھ بے پناہ جذبۂ ہمدردی کو متوازی اور مربوط بیان کیا گیا ہے۔ اور اسلامی فلسفہ کے اعتبار سے یہ دونوں جذبات فطرتِ انسانی میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سید الاولین والآخرین

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی پُرمعارف تصنیفات میں اس حقیقت کو مدلل طور پر مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ مجھے خدا سے محبت ہے وہ جھوٹ کہتا ہے اگر اس کا دل بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی سے خالی اور اس کے جوارح اس کا ثبوت بہم نہ پہنچا ئیں کیونکہ خدا کی محبت اور شفقت علیٰ خلق اللہ دونوں بنیادی اور لازم و ملزوم جذبات ہیں۔ حضورؑ ایک مقام پر فرماتے ہیں :-

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو دوم آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔"

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس ہمدردی اور شفقت کے زیادہ مستحق معاشرہ کے کمزور ترین طبقات ہی ہوتے ہیں۔ اور ان دونوں جذبات کی ترجمانی حقوق اللہ اور حقوق العباد کے الفاظ میں بھی کی گئی ہے۔

پس رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم میں بنیادی اعتبار سے دو ہی جذبات انسانی فطرت کا خاصہ ہیں۔ خدا کی محبت، اور دُکھی انسانوں کے ساتھ ہمدردی۔ ہمدردی میں سب سے زیادہ روٹی کے مسئلہ کو اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ دن میں انسان کو دو تین مرتبہ کھانے پینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کمیونزم نے بھی روٹی کا مسئلہ اٹھایا لیکن اس نے روحانیت کا انکار کر کے غلط سمت کو اختیار کر لیا۔

قرآنِ کریم نے اس مسئلہ کو ایک مقام پر روحانی ترقی کے لئے حرفِ آخر بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَۃ۔ اور تجھے کس نے بتایا کہ ترقی کی چوٹی کیا ہے فَکُّ رَقَبَۃٍ یعنی دیکھو اور سُنو! ترقی کی چوٹی پر چڑھنا غلام کی گردن چھڑانا ہے۔ اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ یا بھوک کے دن کھانا کھلانا یتیم کو جو قریبی ہو یا مسکین کو جو زمین پر گرا ہُوا خاک آلود ہو۔

ان آیات میں انسان کے ترقیات کی چوٹی پر چڑھنے کا راستہ متعین کیا گیا ہے کہ تیری یتیموں کی دلجوئی اور خبر گیری اور بے سہارا اعزاء کو کھانا کھلانا انسان کو بہت بلند مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ کَھَاتَیْنِ فِی الْجَنَّۃِ یعنی میں اور یتیم بچوں کی پرورش کرنے والا شخص اس طرح جنت میں ایک دوسرے کے قریب ہوں گے جس طرح ہاتھ کی یہ دو انگلیاں ایک دوسری سے ملی ہوئی ہیں۔ اس سے بڑھ کر روحانی بلندی کا اور کون اعزاز ہو سکتا ہے۔

بہر حال قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی میں بالوضاحت یہ سچا فلسفہ بیان کیا گیا ہے کہ حقیقی کامیابی انسان کو تب نصیب ہوتی ہے جب ایک طرف معاشرہ کے کمزور طبقات کی خبر گیری کرے اور ان کی روٹی کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن یہ مسئلہ اس بنیاد پر حل کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اور اس کا قرب نصیب ہو۔ اور جب خدا تعالیٰ کی رضا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے تو سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے کہ

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

اور نہ صرف یہ کہ اس کے نتیجہ میں طبقاتی کشمکش پیدا نہیں ہوتی جیسا کہ دورِ حاضرہ میں کمیونزم اور سرمایہ داری نے پیدا کر رکھی ہے بلکہ امیر و غریب کے درمیان محبت و الفت کے جذبات ترقی کرتے ہیں اور انسان کے دو بنیادی جذبات بھی برمحل استعمال ہو جاتے ہیں۔ یہ سچا فلسفہ ہے جو قرآنِ کریم نے ہمیں سکھلایا۔ یہ تو اس مسئلہ کا مثبت پہلو ہے۔ اس کا منفی پہلو بھی قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ان لوگوں کو خبر دی گئی ہے جو خدا کی ہستی کے تو قائل ہوتے ہیں اور وہ اپنے اپنے رنگ میں عبادات بھی بجا لاتے ہیں لیکن ان کا جذبۂ ہمدردی مُردہ ہو چکا ہوتا ہے وہ یتیموں اور غرباء کے ساتھ بڑی سرد مہری سے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتا ہے

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ۔ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ۔ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ الَّذِیْنَ یَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔

یعنی اے مخاطب! کیا تو نے اس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے۔؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارا کرتا ہے اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو کبھی) ترغیب نہیں دیتا تھا۔ پس ان نمازیوں کے لئے بھی ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں اور صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں اور وہ اپنے گھر کے معمولی اور ادنےٰ سامانوں تک کو دینے سے اپنے نفسوں اور دوسروں کو روکتے ہیں

ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ نماز روزہ حج وغیرہ عبادات یقیناً قابلِ احترام اور روحانی بلندی کی ضامن ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! اگر تم افسردہ یتیم بچوں کی دلجوئی کرنے اور ان کے آنسو پونچھنے کی بجائے انہیں دھتکارتے ہو۔ مساکین کو کھانا کھلانے کی بجائے تم دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دلاتے کہ ان کو کھانا کھلایا جائے اور اگر تم ادنےٰ ادنےٰ چیز اور بھلائی سے بھی لوگوں کو محروم رکھتے ہو جیسے ہمسایوں میں سے کسی کو تھوڑا نمک یا پیاز یا مرچ ہنڈیا میں ڈالنے کے لئے ضرورت پیش آئے اور وہ مانگنے کے لئے آئے تو ایسے موقع پر بھی بخل سے کام لیتے ہو تو یاد رکھو کہ تم اپنی نمازوں سے بالکل غافل ہو۔ تمہاری نمازیں دکھاوے کی ہیں یہ نمازیں تمہارے منہ پر ماری جائیں گی۔ وَیل اور ہلاکت تمہیں گھیرے گی۔ اور تم ضرور ہلاک ہو گے۔

## کوئی احمدی بھوکا نہ سوئے

جماعتِ احمدیہ کو یہ عظیم الشان امتیاز بھی حاصل ہے کہ سیدنا حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ ایمان افروز انتظام فرمایا ہے کہ کوئی احمدی رات کو بھوکا نہ سوئے حضور فرماتے ہیں :-

"جیسا کہ میں نے کہا ہے احمدیوں میں عام طور پر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ کوئی احمدی بھوکا نہ رہے۔ لیکن میرا یہ احساس ہے کہ ابھی اس حکم پر کما حقہٗ عمل نہیں ہو رہا۔ اس لئے آج میں ہر ایک کو، ہماری کسی جماعت کا عہدیدار ہو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا دیکھو! میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ مجھے اطلاع دیں۔ میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کر دوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس کے متعلق ہر وقت سوچتے رہیں کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر عمل کرنے سے بڑے خوشکن نتائج پیدا ہو سکتے ہیں وہ قوم جس کے ہر فرد کو معلوم ہو کہ میری ذمہ داری ساری قوم نے اپنے سر پر اٹھائی ہوئی ہے اس کے دل میں کتنا سکون اور اطمینان ہوگا اور اپنے رب کی حمد کے کتنے گہرے جذبات اس کے دل میں موجزن ہوں گے۔ اور اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کتنی محبت جوش میں آئے گی"

(تین اہم امور صفحہ ۲۷)

احبابِ کرام! قرآنِ کریم، رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی عظیم فلسفہ پر مبنی تعلیمات اور حضور کا عمل اور اس کے نتائج شاہد ہیں کہ جس جماعت کا مقدس امام غرباء مسکین اور پریشان حال لوگوں کے لئے ایسے عظیم الشان جذبات اپنے دل و دماغ میں رکھتا ہو اور اتنی بڑی ذمہ داری کا حامل ہو دنیا کی کوئی طاقت اس جماعت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتی انسانی فطرت بھی اس پر گواہ ہے بلکہ دورِ حاضرہ کی کمیونزم اور سوشلزم قسم کی تحریکات بھی اسی حقیقت کی نشاندہی کر رہی ہیں۔

ابھی تک چونکہ ہماری جماعت کے پاس وسائل کی کمی ہے اس لئے غیر از جماعت لوگوں سے ان کی مشکلات کے بارہ میں دلی ہمدردی رکھنے کے باوجود ہم ان کی محدود پیمانہ پر ہی امداد کر سکتے ہیں لیکن انشاء اللہ تعالےٰ وہ وقت بھی جلد آئے گا جب جماعت احمدیہ ہر مذہب و ملت کے دکھی انسانوں کے دکھ بانٹنے کے قابل ہو جائے گی۔ (باقی آیندہ)

# مسلماں را مسلماں باز کردند

## جماعت احمدیہ کی امنگیں!

ایک "بزرگ" کا مضمون ایک ہفت روزہ میں دہلی میں شائع ہُوا ہے جس میں ۱۸۵۷ء سے پہلے اور بعد کی دہلی کے مسلمانوں کی رونق مُرغ بازی، بٹیر بازی، بیا بازی اور پتنگ بازی کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جس سے ایک حسرت ٹپکتی ہے کہ یہ صورتِ حال پہلے ۱۸۵۷ء میں کئی سال تک معطل رہی۔ اور یہ دلی والوں کی زندگی تھی۔

مسلمانوں کا یہی حال تھا تبھی اللہ تعالےٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

کے مطابق ان مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنایا جائے۔ نہ صرف یہی بلکہ ساری دنیا میں اشاعت اسلام کا کام کیا جائے۔ کتنا عظیم الشان اور بھاری اور اخراجات طلب یہ کام ہے لیکن ہر احمدی کی یہی اُمنگ ہے کہ یہ کام انجام پائے اور اس میں اس کے خاندان کا ہر فرد شریک ہو۔

اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ سب تحریک جدید کے وعدے جلد بھجوائیں اور بروقت ان کی ادائیگی کریں۔ کہ اس وقت ۳۰ اپریل تک بارہ ہزار روپے کی کمی ہے۔ جسے پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

# سیرالیون میں نصرت جہاں کلینک اور روکوپور سیکنڈری سکول کا شاندار افتتاح

## افتتاحی تقریب میں پریذیڈنٹ منسٹر شمالی صوبہ، پیراماؤنٹ چیفس اور دیگر متعدد اعلیٰ حکام کی شرکت

مکرم سید منصور احمد صاحب بشیر مبلغ سیرالیون افریقہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصرت جہاں اسکیم کے ماتحت سیرالیون میں تیسرے ہسپتال اور پہلے سیکنڈری سکول کا باقاعدہ رسمی افتتاح ۱۳ فتح ۱۳۵۰ ہجری شمسی مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۷۱ء بمقام روکوپور عمل میں آیا۔ یوں تو اس ہسپتال نے گزشتہ اگست یعنی ۵ ماہ قبل کام شروع کر دیا تھا اور تقریباً ۶ ہزار مریضوں کا اس عرصہ میں ہمارے ڈاکٹر سردار محمد حسن صاحب نے نہایت محنت سے علاج کیا جن میں سے ایک تہائی کو مفت دوائی دی گئی اور اسکول بھی دو ماہ قبل جاری ہو چکا تھا لیکن بعض حالات کی بناء پر اور یہاں کے باشندوں کے اصرار کی وجہ سے باضابطہ افتتاح اس تاریخ تک ملتوی کرنا پڑا۔ اس سے قبل چار سیکنڈری اسکول اور دو ہسپتال مشرقی اور جنوبی صوبوں اور دارالخلافہ فری ٹاؤن میں جماعت کی طرف سے کھولے جا چکے ہیں۔ اس لحاظ سے اس شمالی صوبہ میں ہمارا یہ پہلا سیکنڈری اسکول اور ہسپتال تھا اس کے لئے اس صوبہ کے ریذیڈنٹ منسٹر صاحب سے افتتاح کے لئے جماعت کی طرف سے دعوت نامہ بھیجا گیا جسے انہوں نے بہت خوشی سے قبول کیا

### افتتاح کے لئے انتظامات

چونکہ جماعت کی طرف سے ہسپتال اور اسکول دونوں ایک ہی جگہ پر کھولے جا رہے تھے اس لئے شہر اور علاقہ کے لوگ خاص طور پر خوش تھے چنانچہ انہوں نے افتتاح کو کامیاب بنانے کے لئے جماعت سے پورا تعاون کیا۔ افتتاح سے تقریباً ہفتہ قبل اس علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف خود یہاں تشریف لائے اور اس مقصد کے لئے انہوں نے شہر کے معزز افراد کی ایک میٹنگ بلائی جس میں خاکسار اور روکوپور احمدیہ جماعت کے پریذیڈنٹ اور دوسرے سرکردہ ممبر بھی شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں پیراماؤنٹ چیف اور یہاں کے ممبر آف پارلیمنٹ نے نہایت ہی اچھے انداز میں جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے لوگوں سے بھرپور تعاون کی اپیل کی۔ اور افتتاح کے سلسلہ میں ضروری امور کے متعلق فیصلے کئے گئے۔ افتتاح سے کافی عرصہ قبل ہی روکوپور کی مختصر جماعت نے مکرم و محترم امیر صاحب کی ہدایات کے مطابق اور شہر کے لوگوں کے تعاون سے تیاری شروع کر دی تھی۔ لیکن افتتاح سے چند دن قبل مکرم امیر صاحب اور الحاج محمد کمانڈا بونگے جنرل سیکرٹری ایک دن کے لئے انتظامات کا جائزہ لینے کی خاطر خود یہاں تشریف لائے اور انتظامات کو آخری شکل دینے کے لئے ہماری ضروری راہنمائی فرمائی۔

### مقام افتتاح

افتتاح کے لئے ہمارے احمدیہ پرائمری سکول کا وسیع میدان تجویز کیا گیا۔ جس میں سیکنڈری اور پرائمری سکول کے اساتذہ اور طلباء نے نہایت محنت اور عرقریزی سے ایک کشادہ اور خوبصورت پنڈال یہاں کے رواج کے مطابق بانس اور پام کے بڑے بڑے پتوں سے تعمیر کیا۔ اس طرح سامعین کی ایک بڑی تعداد کے لئے سایہ کا انتظام کیا گیا۔ اس پنڈال کو کپڑے کے مختلف قطعات سے مزین کیا گیا اور کرسیاں اور بنچ سامعین کے لئے مہیا کئے گئے۔

### مہمانوں کی آمد

روکوپور چونکہ دور دراز علاقے میں ایک چھوٹا سا شہر ہے جہاں احمدیہ جماعتیں بھی زیادہ نہیں اس لئے ہمیں خدشہ تھا کہ زیادہ لوگ اس تقریب میں شامل نہ ہو سکیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل ہی تھا کہ جورو اور لونسر جو کہ یہاں سے تقریباً تین سو میل دور ہیں، اور بو اور فری ٹاؤن اور بعض دوسرے مقامات سے جن کا فاصلہ بھی ڈیڑھ دو سو میل سے کم نہیں دور سے تشریف لائے اور اپنا وقت اور پیسہ خرچ کر کے محض للہ اس افتتاح کو کامیاب کیا۔ لوکل اور مرکزی مبلغین کے علاوہ ہمارے تمام سکولوں کے پرنسپل اور ہسپتالوں کے ڈاکٹر انچارج بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اسی طرح کئی دوسرے اساتذہ کرام بھی۔ سامعین میں اس علاقہ کے معززین بھی، جن میں پیراماؤنٹ چیف، پارلیمنٹ کے ممبر، ڈسٹرکٹ آفیسرز، اس علاقہ کے عیسائی اور گورنمنٹ سیکنڈری اور پرائمری اسکولوں کے پرنسپل اور ہیڈ ماسٹرز اسی طرح سیکشن چیف اور مقامی کورٹ کے پریذیڈنٹ شامل تھے کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ حاضرین کی کل تعداد دو ہزار کے قریب تھی۔

### اجلاس و رسم افتتاح

مورخہ ۱۳ فتح (دسمبر) کو دس بجے صبح مہمان خصوصی آنریبل ریذیڈنٹ منسٹر شمالی صوبہ مقام جلسہ پر تشریف لائے جہاں احمدیہ پرائمری اسکول کے صحن میں احمدیہ سیکنڈری سکول اور یہاں کے تین پرائمری اسکولوں کے بچوں نے انہیں سلامی دی جس کے بعد وہ مکرم امیر صاحب اور دوسرے معززین کے ہمراہ سٹیج پر تشریف لے آئے۔ سب سے پہلے اسکول کے بچوں نے قومی ترانہ گایا جس کے احترام میں سب سامعین کھڑے ہو گئے ترانہ کے بعد الحاج بونگے جنرل سیکرٹری نے معزز مہمان کا تعارف کرایا اور سامعین کو تفصیل سے بتایا کہ وزارت کے اس عہدہ جلیلہ پر فائز ہونے کے بعد اور اس سے قبل انہوں نے کس کس رنگ میں ملک و قوم کی عظیم خدمات سر انجام دی ہیں اسی طرح انہوں نے آنریبل پیراماؤنٹ چیف گمانگا کا تعارف کراتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ وہ اس جلسہ کی صدارت قبول فرمائیں اور کارروائی کا آغاز فرمائیں۔ صاحب صدر نے تلاوت قرآن کریم کے لئے مکرم عبدالسلام صاحب ظفر ٹیچر سیکنڈری اسکول جورو اور ان کے بعد عربی قصیدہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں رقم فرمایا ہے کو پڑھنے کے لئے مکرم عزیز الرحمٰن صاحب خالد مبلغ سلسلہ کو بلایا۔ ان دوستوں نے قرآن مجید اور یہ عربی قصیدہ اس خوش الحانی اور سوز سے پڑھا کہ کوئی دل اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ تلاوت و نظم کے بعد یہاں کے ممبر آف پارلیمنٹ آنریبل ایس اے کیبے Honourable Sharif Abdul Kebe نے معززین کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ آج کی یہ تقریب ملک اور خصوصاً اس ضلع کی ترقی میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صدر ڈاکٹر سیاکا سٹیونز کی حکومت ایسے اسکول اور ہسپتال کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ مدد کرے گی۔ ان کے بعد مولوی محمد صدیق صاحب شاہد امیر و مشنری انچارج نے اپنی تقریر میں سب سے پہلے معزز مہمان کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنے انتہائی مصروف پروگرام کے باوجود اس تقریب کے لئے وقت نکالا۔ انہوں نے کہا کہ سامعین یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ ایک سال میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے تین ہسپتال قائم کرنے کی توفیق دی ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں پانچواں سیکنڈری سکول ہے جسے قائم کرنے کی ہم آج بفضل خدا توفیق پا رہے ہیں۔ اس ملک میں احمدیت کی تاریخ بتاتے ہوئے انہوں نے سامعین کو بتایا کہ احمدیت کی ابتدا اس ملک میں ۵۰ سال پہلے ہوئی جبکہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر اور محترم الحاج فضل الرحمٰن صاحب حکیم مختصر عرصہ کے لئے گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا جاتے ہوئے یہاں ٹھہرے ۱۹۳۷ء میں الحاج نذیر احمد صاحب علی نے باقاعدہ مشن قائم کیا جنہیں ابتداء میں فری ٹاؤن میں تو زیادہ پذیرائی نہ ہوئی لیکن روکوپور میں ایک کثیر تعداد نے جماعت میں شمولیت کی اور اگلے سال ہی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے یہاں پہلا احمدیہ پرائمری سکول کھول دیا گیا۔

موجودہ سیکنڈری سکول اور ہسپتال کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے سامعین کو بتایا کہ گزشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الودود امام جماعت احمدیہ نے جب سیرالیون کا دورہ کیا تو انہوں نے یہاں کے لوگوں کی طبی اور تعلیمی امداد کے لئے ڈاکٹر اور استاد بھجوانے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ روکوپور کو بھی نصرت جہاں کی اس بابرکت سکیم سے وافر حصہ ملا۔ اس کے بعد انہوں نے ڈاکٹر محمد اسلم صاحب جہانگیری انچارج جورو کلینک، ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب چوہدری انچارج بواجےبو کلینک، ڈاکٹر سردار محمد حسن صاحب انچارج روکوپور کلینک اور قائمقام پرنسپل سیکنڈری سکول کو حاضرین کے سامنے پیش کرتے ہوئے ان کا تعارف کروایا۔

انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ اسلامی تعلیمات اپنی ذات میں مکمل اور ہر شعبہ حیات میں ہماری راہنما ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی طبی شعبہ میں تمام ترقی کا زیادہ تر انحصار ابتدائی مسلمان سائنسدانوں ہی کی کوششوں پر ہے جس پر مسلمانوں کو بجا طور پر فخر ہے۔ بعد میں اگرچہ مسلمانوں نے غفلت اور جہالت کی وجہ سے ان اسلامی تعلیمات کو بھلا دیا لیکن اب احمدیت کے ذریعہ دوبارہ اس سلسلہ کا احیاء عمل میں آ رہا ہے۔

انہوں نے حاضرین کو بتایا کہ احمدیہ جماعت اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ ہمارے اعتقاد کے مطابق بانی سلسلہ احمدیہ ...

قرآن اقدس میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر دیا ہے جس میں مسیح موعود اور مہدی علیہ السلام کی آمد کے متعلق بتایا گیا تھا۔ آپ صحیح اسلامی تعلیمات کی ترویج کے لئے آئے ہیں اس لئے وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو کہ اس خدائی پیغام کو قبول کرتے ہوئے اپنے خالق سے صلح کرتے ہیں

آخر میں آپ نے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ احمدیہ مشن کو ہر طرح سے مدد دے رہی ہے۔ اسی طرح آپ نے کہا آنرسل ایس اے کیبے ہیرا مائنٹ چیف بائی فارما ناسس سوم اور روکوپور کے سرکردہ احباب جنہوں نے ہسپتال اور سکول کے لئے دن رات ہماری مدد فرمائی وہ بھی ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں

## آنریبل ریذیڈنٹ منسٹر کی تقریر

اس اجلاس کی آخری تقریر معزز مہمان کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ آج کا دن سیرالیون کی تاریخ میں ایک اہم دن ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے ہمیشہ غیر جانبدارانہ تعلیمی پالیسی رکھی ہے اور ہر اس مذہبی فرقہ کو مدد دی جو کہ سیرالیون کے لوگوں کی ترقی میں دلچسپی رکھتا ہو۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ احمدیہ جماعت کی خدمات کو سراہتے ہوئے طبی اور تعلیمی میدان میں جو اس نے کیا ہے اس کی انتہائی قدردان ہے۔

آپ نے معزز سامعین کو بتایا کہ وہ احمدیہ مشن کے سیرالیون اور خصوصاً روکوپور میں قیام کی مختصر تاریخ کا اعادہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے بتایا کہ احمدیہ مشن روکوپور ۱۹۳۷ء میں الحاج نذیر احمد صاحب علی کے ذریعہ قائم ہوا۔ اور سارے سیرالیون کی عملداری کے لئے بطور بنیاد کے ٹھہرا۔ الحاج نذیر احمد علی ایک بہترین مقرر اور مورخ تھے۔ اس کے علاوہ اسلام اور عیسائیت کے پورے ماہر۔ مجھے اچھی طرح وہ دن یاد ہے کہ جب ۱۹۴۰ء میں آپ نے ہمیں مسیح کی آمد ثانی پر تبادلہ خیالات کے لئے دعوت دی۔ آپ نے پوری تفصیل کے ساتھ اس تھیوری کی تشریح کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نہیں آئیں گے کیونکہ وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ قبر سے کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور وہیں بقیہ عمر گزاری۔ آپ نے ہمیں قبر مسیح کی تصویر بھی دکھائی یہ ایک بہت گرم بحث تھی جس میں آپ نے مسیح کے جی اُٹھنے اور دوبارہ آنے کے متعلق تاریخی حوالہ جات پیش کئے۔ ۱۹۴۰ء میں پہلا احمدیہ پرائمری سکول قائم کیا گیا (درحقیقت پہلا احمدیہ سکول ۱۹۳۸ء میں قائم ہوا) اور یہ سکول اب تک روکوپور اور اس علاقہ کے لوگوں پر اپنا عظیم اثر قائم کئے ہوئے ہے

یہ امر خوشکن ہے کہ کامبیا کے ضلع میں صحت اور تعلیم کی توسیع کے لئے سکیمیں بنائی جا رہی ہیں۔ ۱۹۶۰ء سے اب تک ملک میں ۱۲ پرائمری سکول جنہیں گورنمنٹ سے مدد ملتی ہے مشن نے قائم کئے ہیں۔ اسی طرح ۵ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن۔ بو۔ بو اجے بو۔ جورو اور روکوپور میں۔ تمام ملک میں مشن ۱۵۰ شاخیں قائم کر چکا ہے جس کی روحانی ترقی کے لئے پاکستانی اور لوکل مشنری ذمہ دار ہیں

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مشن چار ہسپتال بھی کھول چکا ہے۔ جورو، بواجے بو، روکوپور اور ایک مجوزہ ہسپتال کینیما ٹاؤن میں۔ مزید بہت سے سکول ہسپتال اور شاخیں ملک کے اندر قائم کرنے کے لئے مشن ایک منصوبے کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ وزیر موصوف نے سامعین کو بتایا کہ نسبتاً قلیل عرصہ میں حاصل کی گئی یہ تمام کامیابیاں اس امر کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ اسلام کی فتح اب بالکل قریب ہے۔ آپ نے سورۃ النصر کی تلاوت کر کے فرمایا کہ یہی امر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس سورت میں بیان فرمایا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان اعلیٰ کامیابیوں کے علاوہ ہم سیرالیون کے باشندے مشن کے انتہائی ممنون ہوں گے اگر باہر اعلیٰ تعلیم کے لئے مشن کی طرف سے وظائف کا انتظام کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت جو کام کر رہی ہے میں اسے مزید بیان نہیں کروں گا اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اس سے بے خبر ہوگا۔ تاہم روکوپور اور کامبیا ڈسٹرکٹ کے ضلع کے لوگوں کو میں کہوں گا کہ یہ آپ کے لئے سنہری موقع ہے اس لئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اولاد کو تعلیم دلانے کی پوری کوشش کریں

اس کے بعد آپ نے گورنمنٹ اور اپنی طرف سے احمدیہ مشن کا دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کے لئے ہر کامیابی کا متمنی ہوں اسی طرح اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے جن لوگوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی ذریعہ سے مدد کی ہے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ یہ چیز میری انتہائی مسرت کا باعث ہے کہ میں اس سکول اور ہیلتھ سنٹر کے افتتاح کا اعلان کر رہا ہوں۔

## سکول و ہسپتال کی رسم افتتاح

اجلاس کے بعد ریذیڈنٹ منسٹر، مکرم و محترم امیر صاحب اور دوسرے معززین کے ہمراہ سیکنڈری سکول میں تشریف لائے اور وہاں مکرم امیر صاحب نے ہاتھ اٹھا کر تمام لوگوں کے ساتھ دعا کرائی جس کے بعد وزیر موصوف نے فیتہ کاٹتے ہوئے بلند آواز سے کہا کہ میں خدائے بزرگ و برتر کے نام کے ساتھ اس سکول کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں۔ افتتاح کے بعد تمام لوگ سکول کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں ریذیڈنٹ منسٹر نے سکول کی لاگ بک پر اپنے دستخط فرمائے۔

چونکہ ہسپتال یہاں سے کچھ فاصلے پر ہے اس لئے تمام معززین اور دوسرے لوگ یہاں سے ہسپتال پہنچے جہاں کہ امیر صاحب نے دوبارہ دعا کرائی اور وزیر صاحب نے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہوئے فیتہ کاٹ کر ہسپتال کے افتتاح کا اعلان فرمایا اور اندر جا کر ہسپتال کا معائنہ فرمایا اور لاگ بک پر اپنے دستخط بھی کئے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان اور کرم کے ساتھ ان دونوں اداروں کی افتتاح کی یہ اہم تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ۔ لوگوں نے اپنے روایتی طریق پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔

# حج بدل

از مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

تین سال پیشتر یہ تجویز مکرمہ امۃ الحی صاحبہ اہلیہ مولوی محمد اسماعیل صاحب وکیل مرحوم یادگیری کے فرزند مکرم محمد ادریس صاحب کی طرف سے خاکسار کے علم میں آئی کہ وہ مجھ سے حج بدل کروانا چاہتی ہیں۔ خاکسار اس کی توفیق پانے کیلئے دعا کرتا رہا۔ اس سال اللہ تعالیٰ نے میری اور مکرم محمد یونس صاحب کی راہنمائی فرمائی کہ ہم درخواست کر دیں۔ انہوں نے یہ کام اپنے چچا مکرم محمد اسحٰق صاحب کے سپرد فرمایا۔ ہر دو نے مستعدی سے بحری جہاز سے فرسٹ کلاس کی ریزرویشن کروا دی۔ قرعہ میں نام آجانے پر خاکسار نے رخصت حاصل کی۔ ارادہ تھا کہ جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے بعد خاکسار اس سفر پر روانہ ہوگا۔ مگر جنگ کی وجہ سے جلسہ ملتوی ہو گیا اور بحری جہازوں کی روانگی بھی ملتوی رہی لیکن خدا نے جلدی روک کو دور فرما دیا اور خاکسار ۱۲ دسمبر ۷۱ء کو کلکتہ سے حیدرآباد اور حیدرآباد سے بمبئی پہنچا۔ ان جماعتوں کے مبلغین کرام عہدیداران اور احباب نے مخلصانہ مہمان نوازی اور دعاؤں سے ناچیز کو نوازا۔ حیدرآباد سے مکرم اخویم محمد اسحٰق صاحب بمبئی تک میرے ہمراہ گئے اور اس سفر میں اپنے مرحوم بھائی کی نوازشات کی یاد تازہ کرتے رہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

خاکسار ۱۸ جنوری کو بمبئی سے روانہ ہو کر ۲۴ جنوری کو جدہ پہنچا۔ اور اسی شب مکہ مکرمہ پہنچ گیا۔ الحمد للہ۔ خاکسار بسلسلہ حج بدل مکہ مکرمہ میں ۵ فروری تک مقیم رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک ہفتہ کے لئے مدینہ منورہ جانے کی توفیق بخشی۔ ثم الحمد للہ۔ حرمین شریفین کی زیارت حج بدل۔ نفلی عبادتوں، دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت اور دعاؤں کی توفیق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بخشی۔

خاکسار اس فریضہ کی ادائیگی کے بعد ۲۹ فروری ۱۹۷۲ء کو واپس کلکتہ پہنچ گیا ہے فالحمد للہ خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس نے اس نابکار کیلئے یہ سب سہولتیں پیدا فرمائیں۔ اور مکرمہ امۃ الحی صاحبہ، ان کے سب بچوں۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب اور ان کے خاندان کے تمام افراد کیلئے خاکسار کے دل میں جذبات ممنونیت ہیں کہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس کام کے لئے موقع فراہم فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کی تعمیل میں اخبار بدر میں اعلان کی وجہ سے خاکسار احباب جماعت کی غائبانہ دعاؤں سے حصہ پا سکا۔ فالحمد للہ کثیراً وجزاہم اللہ خیراً۔

ان سطور میں خاکسار سب کرم فرماؤں کا فرداً فرداً شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ سب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے اور میرا دل ان سب کیلئے جذبات تشکر سے معمور ہے۔ میں نے ہر موقع اور مقام پر اجتماعی دعاؤں میں اپنے مقدس امام اور ان کے متعلقین عالیہ کیلئے دعاؤں کے ساتھ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خاص طور پر جس کی طرف سے حج بدل کیا گیا تھا تفصیلاً سب کیلئے دعاؤں کی توفیق پائی۔ اسی طرح اپنی بساط کے مطابق کسی احمدی بھائی بلکہ کسی انسان کو بھی دعاؤں میں نظر انداز نہیں کیا۔ ہر دو مراکز احمدیت کیلئے بھی دعاؤں کی توفیق ملی۔ خاکسار نے ان سب کو اپنی ذات اور عزیز و اقارب پر مقدم رکھ کر دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

میں نے علیٰ وجہ البصیرت اپنے سب بھائیوں کی دعاؤں کی قبولیت اپنے حق میں مشاہدہ کی ہیں۔ میں سب کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ ان کیلئے دعائیں کی ہیں اور کرتا ہوں ان سطور کے لکھنے کی غرض بھی جزاء الاحسان الا الاحسان کے ارشاد خداوندی کے ماتحت سب کا دلی شکریہ ادا کرنے کے علاوہ مکرمہ امۃ الحی صاحبہ۔ ان کے تمام بچوں اور مکرم محمد اسحٰق صاحب اور انکے خاندان کے تمام افراد کیلئے احباب جماعت کی خدمت میں مودبانہ التجا کرتا ہے کہ انہوں نے ایک خطیر رقم خرچ کرنے کے علاوہ بہت محنت اور اخلاص سے اس فریضہ کی ادائیگی کا موقع ناچیز کو بہم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور محترمہ امۃ الحی صاحبہ کے حج کو قبول فرمائے۔ آمین۔ ان کے کاروبار اور اخلاص میں برکت دے اور ان کی تمام مرادیں پوری فرمائے۔ آمین

**وصیت کی بحالی۔** محترمہ صدیقہ آفتاب صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب ساکن حیدرآباد دکن کی وصیت ۱۳۷۶ بقایا کی وجہ سے منسوخ ہو گئی تھی اب انہوں نے تمام بقایا ادا کر دیا ہے اور صدر انجمن احمدیہ نے بذریعہ ریزولیشن ۲۸۶ مورخہ ۲۵/۲/۷۲ ان کی وصیت بحال فرما دی ہے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

# اور صلیب ٹوٹ گئی!!!

از عزیز منیر احمد خادم متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

قرآن حکیم کی عظیم الشان سورت — سورۃ فاتحہ میں "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کے الفاظ میں عیسائیوں کی گمراہی اور فتنہ انگیزی سے پناہ مانگی گئی ہے اسی طرح آیت "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" میں مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ توحید کی فتح، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بلند ہونے، اور اسلام کے غلبہ کی عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ عرصہ کے بعد مسلمانوں پر ذلّت اور ادبار کا دَور آئے گا۔ مسلمان ذلیل اور کمزور سمجھے جائیں گے۔ عیسائی اقوام — مسلمانوں پر حکمران رہیں گی۔ عیسائی تمام دنیا میں مسلمانوں کے خلاف صلیبی مذہب کی تبلیغ کرتے پھریں گے۔ ... مسلمانوں پر ایک ناامیدی طاری ہو جائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسلام کی حفاظت، اشاعت اور غلبہ کے لئے مہدی مسیحؑ کو مبعوث فرمائے گا جس کا کام زبانِ مبارک نبوی سے یوں بیان ہوا ہے "یکسر الصلیب" (بخاری و مسلم) کہ وہ صلیب کو توڑ دے گا۔ اس حدیث کا مطلب ایک کھلی کتاب کی طرح واضح ہے کہ مسیح موعود اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کا باطل ہونا ثابت کر دے گا۔ اور قرآن مجید کی روشنی میں صلیبی مذہب کا بطلان واضح کرے گا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے وقت صلیبی مذہب عروج پر ہوگا۔

چنانچہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کے عین مطابق تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی کے سر پر قادیان کی مقدس بستی سے ... اسلام ... نمودار ہوا۔ اور عیسائیت کی ظلمت کو دنیا سے ختم کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ورثہ میں ملی ہوئی پُر نور کرنیں ظلمتِ عیسائیت پر پھینکنے لگا۔ ... ایسے وقت میں جبکہ تمام عیسائیت اپنی پوری طاقت اور اپنے سارے اسلحہ سے لیس قلعۂ محمدی کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور کمزور مسلمان حتیٰ کہ علماء اسلام بھی دھڑا دھڑ عیسائیت کے آگے ہتھیار ڈال کر ایشیائی صلیب کو اپنی زینت بنا رہے تھے۔ مگر پھر بھی ایسے موقعہ پر مسلمانوں کو ایک فتح نصیب جرنیل پاکر بجائے خوشی کے غمی ہوئی۔ کیونکہ ان کے اندر احساسِ کمتری پیدا ہو چکا تھا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو عیسائیوں کے روحانی غلام ہی دیکھنا چاہتے تھے — اور ایسے موقعہ پر مسلمان بجائے اسلام کو پاکر بجائے خوشی کے غم کا شکار ہوئے کیونکہ ان کی تاریک آنکھیں بدرِ پُر نور کو دیکھ کر چندھیا گئیں — اور ایسے موقعہ پر مسلمانوں نے بجائے روحانی خوشی کے استہزاء کیا کیونکہ وہ ترسے ہوئے تھے۔ اور آنے والا آسمانی اور ابتداء سے آفرینش سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے کہ آسمان سے آنے والے کو زمینی لوگوں نے شروع شروع میں کبھی قبول نہیں کیا۔ بلکہ ان کو تکذیب اور استہزاء کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔

لیکن تمام دنیا کی مخالفت کے باوجود کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ عیسائیت جیسے جھوٹے مذہب کی تبلیغ ہوتے دیکھ کر اور مسلمانوں کی پژمردہ حالت کو دیکھ کر آپ کے دل میں عیسائیت کے خلاف ایک جوش پیدا ہوا۔ اور عیسائیت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے آپ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت تلقین فرمائی کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طبعی وفات پر زور دیں۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو!! اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کیلئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہو کر تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔ تمہیں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے لمبے لمبے جھگڑوں میں اپنے اوقات عزیز کو ضائع کرو۔ صرف مسیح ابن مریم کی وفات پر زور دو اور پُر زور دلائل سے عیسائیوں کو لاجواب اور ساکت کر دو۔ جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کر دو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک ان کا خدا فوت نہ ہو۔ ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ ہیں۔ اس ستون کو پاش پاش کر دو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے؟ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کر دے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۱ مطبوعہ ۱۳۰۸ ہجری)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت نے اس اصل کے ذریعہ یعنی حضرت مسیح کی صلیبی موت کی نفی، کشمیر میں طبعی وفات اور کفارہ کی باطل بنیاد کو اپنی جڑوں سے ہلا کر عیسائی پادریوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ عیسائی پادری عام مسلمانوں کو اپنا شکار سمجھتے تھے۔ کیونکہ مسیح کے آسمان پر چلے جانے اور آنحضرت صلعم کے زمین میں مدفون ہونے میں دونوں ہم اعتقاد تھے۔ اور اس اعتقاد نے ہی مسلمانوں کو عیسائیوں کا شکار بنا دیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح ناصری صلیب کی لعنتی موت سے بچ گئے تھے۔ اس لئے کفارہ کی بنیاد ہی باطل ہے۔ البتہ وہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں کشمیر آئے اور وہاں طبعی وفات پائی۔ اور سری نگر میں انکی قبر موجود ہے۔ یہ سب باتیں آپ نے قرآن مجید، انجیل، تاریخ اور واقعاتی شہادتوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچا دیں۔

اس طرح آپ نے صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کر دیا "اور صلیب ٹوٹ گئی"۔ پھر پادریوں کا عاجز اور لاجواب ہونے کے سوا چارہ نہ رہا اور اپنے بیگانے کھلے بندوں عیسائیت کے باطل صلیبی عقیدہ کے ذریعہ ہی عیسائیت کا جنازہ نکل جانے اور اسلام کے غالب ہونے کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے کہ واقعی کسرِ صلیب کا عظیم الشان اور اہم کام جو آخری زمانہ میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہونا مقدر تھا۔ آپ نے کر دکھایا اور آپؑ ہی مسیح موعود ہیں۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے دیباچہ تفسیر القرآن میں اس زمانہ کے حالات میں تحریر فرمایا ہے کہ

"اس زمانہ میں پادری لیفرائے • نصرانی پادریوں کی ایک بڑی جماعت لے کر حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کہ تھوڑے عرصہ میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا دوں گا۔ ولایت کے انگریزوں نے روپے کی بہت بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا۔ اسلام کی سیرت و احکام پر جو اس کا حملہ ہوا وہ تو ناکام ثابت ہوا کیونکہ احکام اسلام اور سیرتِ رسول اور احکام انبیاء بنی اسرائیل اور ان کی سیرت جن پر ان کا ایمان تھا یکساں تھے...... مگر حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہونے۔ اور دوسرے انبیاء کے زمین میں مدفون ہونے کا حربہ عوام کے لئے اس کے خیال میں کارگر ثابت ہوا تب مولوی **غلام احمد قادیانی (علیہ السلام)** کھڑے ہوئے اور پادری اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰؑ جس کا نام تم لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔ اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو اس ترکیب سے اس نے نصرانی کو اتنا تنگ کیا کہ اس کو پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ اور اس ترکیب سے اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دی"

(دیباچہ تفسیر القرآن از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی صفحہ ۳۰)

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کی طبعی موت کا عقیدہ ہی پادریوں کی شکست کے لئے کاری ضرب ہے۔ ہندوستان سے لے کر

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر دیکھیں)

# میدانِ عمل!

از مکرم ڈاکٹر سید حمید الدین احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ جمشید پور

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے!
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اس کارگاہ عالم میں رنگا رنگ کے پھول پودے حیوانات وجمادات اور ان کے ثمرات صرف عملی سرگرمی کے نتائج ہیں جہاں عمل کا فقدان ہے۔ اور سرد مہری ہے۔ وہاں نتیجہ صفر ہے۔ یہ تو مادی دنیا کی حالت ہے۔ روحانی عالم کا بھی یہی سماں ہے۔ بلکہ روحانیت کے میدان میں نہایت ہی بے جگری اور دل سوزی کے ساتھ سرگرم عمل ہونا پڑتا ہے۔ تب کہیں جا کر نتیجہ خاطر خواہ برآمد ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے حسناتِ دارین حاصل کرنے کے لئے خود ہی فرما دیا ہے کہ "لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی" کہ انسان کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کے لئے کوششِ بلیغ سے کام لے جب تک کہ کوشش کما حقہ نہیں ہوگی اور ساتھ کے ساتھ اس کا فضل شامل حال نہ ہوگا کامیابی ناممکنات میں سے ہے۔

(۲)

قانونِ قدرت کا نظارہ دن ورات کی گردش اور مہربانی کی خوشنمائیاں یہ سب برکات ہیں، اس حسن عمل اور سعی پیہم کی جس کی بنیاد پر یہ کارخانہ عالم رواں دواں ہے۔ خدائے لم یزل ولایزال نے انسان جو اشرف المخلوقات انسان کی خاطر یہ نمونہ بہم پہنچایا ہے کہ وہ اس سے سبق حاصل کرے اور اپنی تگ ودو کو بھی اسی نہج پر قائم کرے۔ لیکن انسان کو جہاں اشرف المخلوقات گردانا ہے وہاں اس کو "اسفل سافلین" کے زمرہ میں بھی جانے والا قرار دیا ہے۔ وہ "احسن تقویم" میں پیدا ہونے کے باوجود "اسفل سافلین" میں بھی شامل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے دونوں راستے کھلے رکھے ہیں۔ ہاں عقل اور دماغی توازن کے پیمانے بھی عطا فرما دیئے ہیں کہ وہ ان دونوں راستوں میں تمیز کر سکے اختیار تو دیدیا ہے۔ مگر ضمیر کی چابک بھی عنایت فرما دی ہے کہ وہ اس کو ملامت کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ضمیر تو ہر بری بات کو اختیار کرنے پر ملامت کرتا ہے مگر ماحول کی خرابی اور کثرتِ عصیاں کے سبب وہ لامحالہ ماحول سے اثر پذیر ہوتا ہے۔ اور گرداب عصیاں میں بری طرح پھنس جاتا ہے لیکن ضمیر کی ملامت سے اسے نجات نصیب نہیں ہوتی ہے۔ "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ" کے خدائی فرمان کے مطابق وہ خوب سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے مگر اس کی توجیہہ کے لئے ہزاروں حیلے پیش کر دیتا ہے۔

بس یہی ایک وجہ ہے۔ اور صرف یہی وجہ ہے کہ شریعت کے کامل ہونے کے باوجود روحانی دنیا میں بھی قوت عمل کو بیدار کرنے کے واسطے ایک زبردست محرک کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ محرک ہے خدا والے سچے اور کامل خدا پر زندہ ایمان۔ اللہ تعالےٰ نے "الیوم اکملت لکم دینکم...الخ" کی آیت نازل فرما کر دین کے کامل ہونے کی تو بشارت دیدی مگر یہ کہیں نہیں کہا ہے کہ اس دین کے پیرو اس سے منحرف نہیں ہونگے بلکہ جابجا ارشاد ربانی ہے کہ اگر تم بدل گئے تو ہم بھی بدل جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتی ہے۔ تم ہی غالب رہوگے اگر تم پکے مومن ہوگے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے، کہ اس کامل دین کے پیرو اس کی پیروی سے تائب ہو جائینگے۔ جس کی مزید تشریح حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور قرآن صرف رسم بن کر رہ جائے گا۔ مسلمانوں کے ۷۲،۷۳ فرقے ہو جائینگے اور یہ کل جہنمی ہونگے سوائے ایک کے اور یہ وہ فرقہ ہوگا جو حضور صلعم اور آپ کے صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والا ہوگا اور وہ ایک جماعت ہوگی جس کا ایک امام ہوگا۔

(۳)

انسان ضعیف البنیان عقیدہ کی پختگی کے باوجود ایک کامل نمونہ کا محتاج ہے۔ وہ جب تک اپنے جیسے انسان کا اعلیٰ نمونہ نہیں دیکھ لیتا ہے۔ اس میں وہ کایا پلٹ نہیں ہو سکتی ہے۔ جو اسے ایک نیا انسان بنا سکتی ہو یہی وجہ ہے کہ خداوند رب العالمین نے اس کی جسمانی پرورش کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی پرورش کے لئے ابتدائے عالم سے رشی منی اوتار اور رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ ممتد ہو کر سرتاج انبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر اپنے عروج کے انتہائی نقطہ تک پہنچ گیا شریعت تو مکمل ہو گئی مگر شریعت پر چلنے والوں کے لئے کوئی گارنٹی نہ تھی کہ وہ اس سے منہ نہ موڑیں گے چنانچہ کلام پاک کے من وعن بحفاظت تمام موجود ہونے کے باوجود اس کی پیروی کا دم بھرنے والے آج اقصائے عالم میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ اور اگر زبان قال سے نہیں تو زبان حال سے فریاد کر رہے ہیں کہ انہیں آج بھی ایک کامل فرد کے کامل نمونے کی ضرورت ہے۔ مجھ سے ایک متلاشی حق نے صاف صاف کہدیا کہ آج بھی ہمیں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم سچے مسلمان ہوں یہ فطرت کی آواز تھی جو اس نے بے ساختہ کہدی اور اس سے رک نہ سکا۔

(۴)

بات دراصل یہ ہے کہ نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنانے کے لئے اس ایمان کی ضرورت ہے جو ایک انسان کامل کے طفیل اس کے کامل نمونہ کو دیکھ کر اور اس کے روح پرور کلمات کو سن کر ہوتا ہے کیونکہ وہ حال سے کہتا ہے نہ کہ قال سے۔ یہ سنتِ خداوندی ہے کہ جب جب بھی اسکے بندے اس سے برگشتہ ہوئے اس نے خود ہی انہیں راہ راست پر لانے کا انتظام فرمایا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ جو بات پہلے نہیں ہوئی ہے وہ آج بھی نہ ہوگی اور جو پہلے ہو چکی ہے۔ وہ آج بھی ہوگی۔ مرور زمانہ کے سبب دینی تعلیمات وعقائد زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ صرف چھلکا رہ جاتا ہے اور مغز غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اک مامور خدا نئے سرے سے ان تعلیمات کو پیش کرے اور اپنے کامل نمونہ سے ان کے ثمرات وبرکات کو ظاہر کرے تاکہ اس کے فیض صحبت کا اثر پڑے اس کے بعد وہ کامل نمونہ پیدا ہوتا ہے، جو کہ عمل کے میدان کے لئے ضروری ہے۔ اب وہی انسان ایک نیا انسان ہوتا ہے، جس کی نئی زمین ہوتی ہے اور نیا آسمان ہوتا ہے۔

(۵)

یہ خدا کا خاص فضل واحسان ہے کہ اس نے اپنے وعدہ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کے عین مطابق قادیان کی مقدس بستی میں سیدنا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے طفیل اور حضور کی ذاتِ اقدس میں کامل طور پر فنا ہونے کے سبب موعود برحق حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نازل فرمایا۔ اس موعود برحق نے نام کے مسلمانوں کو کام کا مسلمان بنانا شروع کیا اور اسلامی تعلیمات کی زنگ آلود شکل پر چار چاند لگا دیئے اور ایسے من موہن پیرائے میں اسکو پیش کیا کہ ایک دنیا اس کی گرویدہ ہو چکی ہے۔ وہ افریقہ جہاں عیسائیت کا بول بالا تھا.... اب وہاں احمدیت کی یلغار ہے۔ اور عیسائیت پسپا ہو چکی ہے۔ ایک امام ہے۔ ایک بیت المال اور ایک مرکز ہے جس کے طفیل تمام دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اور احمدی جماعت کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس موعود برحق پر ایمان لا کر اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کر کے میدان عمل میں سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ اور اسلام کی خدمت بجا لاتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

✻———✻———✻

## بقیہ صفحہ (۹)

تک اس سے مذہب سنت عیسائیت کی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ سبحان اللہ حضرت مسیح موعودؑ کا پیش کردہ عقیدہ قرآنی کتنا موثر ہو رہا ہے۔ اور احمدیت کے مخالف علماء بھی اسے اپنانے پر کس طرح مجبور ہیں کہ واقعی اس نظریہ سے کسر صلیب ہو جاتی ہے۔ جناب کوثر نیازی اقرار کرتے ہیں کہ

"میرین صدی مسیح سے صلیب شکنی شروع ہو گئی ہے اور اب..... روس پولینڈ چیکوسلاویہ، زیگوسلاویہ، رومانیہ، بلغاریہ ہنگری ہنگری سے صلیب رخصت ہو چکی ہے"۔ (رسالہ آئینہ شہادت ۱۴۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ گناہوں کی معافی کے لئے صلیبی موت کی کوئی ضرورت نہیں تھی یہ محض یہودیوں سے ڈر کر عیسائیوں نے ایک جزئی اور من گھڑت اختراع کی تھی۔ جو دلائل نقلیہ وعقلیہ اسلام کے آگے ہرگز ٹھہر نہیں سکتی۔ حتیٰ کہ اس عقیدہ کے اقرار سے خود انجیل کا منہ بھی بند ہے۔ انہا نیستہ کو گنہگار ثابت کرنے کے بعد انسان کو نجات کی خوشخبری سنانے والے پادری صاحبان اپنے مذہب کی بنیاد مسیح کے مصلوب ہونے پر رکھتے ہیں۔ ...اور اگر مسیح مصلوب ہوا ہی نہ ہو تو؟... ساری کی ساری عیسائیت باطل اور تمام مسیحیت اپنی بنیاد... پر ڈھیر ہو جاتا ہے جیسا کہ پلمر نے اعتراف کیا۔ "فاذا کان ایماننا ھذا خاطئا کانت مسیحیتنا بجملتھا باطلۃ"۔ ترجمہ۔ اگر ہمارا یہ عقیدہ (مسیح کی موت) باطل ہے تو پھر ہماری ساری مسیحیت ہی باطل۔ اب صرف ضرورت یہ ہے کہ دردمند مسلمان بھی اپنے اس جھوٹے عقیدہ حیات مسیح کو ترک کر دیں اور قرآن مجید کے مطابق عقیدہ وفات مسیح کے قائل ہو جائیں۔ اور کاسر الصلیب، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائیں تاکہ عیسائیت کا حلہ ہر جگہ بری طرح سے

# قادیان میں جلسۂ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد

## بقیہ صفحہ اوّل

پر مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مدرس مدرسہ احمدیہ نے کی۔ مقرر موصوف نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مثالی صبر، رضا بالقضاء۔ ہمدردی بخلق اللہ۔ شجاعت اور غیرتِ دینی کی بے مثال و بے نظیر تعلیمات کا کامل اور مکمل نمونہ پیش کیا جو دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل ظل ہونے کے اعتبار سے آپ ہی کی تعلیم کو از سرِ نو دنیا میں رائج فرمایا۔ دورانِ تقریر میں مقرر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے مخالفین کے ساتھ بھی شفقت اور محبت کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔ چنانچہ موصوف نے بتایا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو حضور کے دعویٰ مسیحیت سے قبل حضورؑ کے معتقد تھے مگر بعد از دعویٰ شدید معاند ہو گیا۔ حضور نے اس کے بارے میں اپنے عربی منظوم کلام میں اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ؎

وواللّٰہ لا انسی زمان تعلّق

لیبس فؤادی مثل ارض تحجّر

پھر مقرر موصوف نے حضرت اقدس علیہ السلام کی غیرتِ دینی کے ضمن میں بتایا کہ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت اور عشق تھا کہ آپ بچپن ہی سے اپنے آقا و مطاع پر شیفتہ و فریفتہ تھے۔ اور آپ کی شان میں کسی بھی ہتک آمیز کلمہ کو گوارہ نہ کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے چچا غلام حیدر مرحوم کی اہلیہ نے نبی اکرم صلعم کی شان میں کوئی ایسا کلمہ کہہ دیا جس سے آپ کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ آپؑ نے اُن سے ہر قسم کے تعلقات کو منقطع کر لیا۔ مقرر موصوف نے سیرتِ طیبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعدد واقعات پیش کرتے ہوئے حضورؑ کی اخلاقی تعلیمات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔

چوتھے نمبر پر مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ نے

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خدمتِ قرآن

کے موضوع پر تقریر کی۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ جب سورۃ جمعہ نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ یہ آخرین منھم کون لوگ ہیں؟ تو حضور اکرم صلعم نے حضرت سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا تب بھی اس کی قوم کے جوانمرد ثریا سے ایمان کو لاکر دنیا میں قائم کر دیں گے۔ مقرر نے حضرت اقدس کی بعثت سے قبل مسلمانوں کی حالتِ ناگفتہ بہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ اور بتایا کہ ایسے نازک دور میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر اپنے مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا اور علومِ دینی و دنیوی سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ حضورؑ زندگی بھر تحریر و تقریر سے قرآنِ پاک کے محاسن و خوبیاں بیان فرماتے رہے۔ اور حضورؑ نے فضائلِ قرآن کے مقابلہ کے لئے تمام ادیان کو چیلنج دیا۔ ثبوت کے طور پر مقرر نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفِ لطیف براہین احمدیہ میں دیگر اہلِ مذاہب کو چیلنج دیا ہے کہ وہ سورۃ فاتحہ میں بیان شدہ علوم و معارف کے مقابلہ میں اپنی مذہبی کتب سے ایسے ہی علوم پیش کریں۔ اس کے لئے حضورؑ نے دس ہزار روپے کا انعام رکھا۔ آخر میں موصوف نے حضرت اقدسؑ کی قرآنی خدمت کی ایک مثال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جلسہ مذاہبِ عالم میں حضورؑ کی تقریر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا اثر اپنے تو اپنے غیروں پر اس قدر ہوا کہ تقریباً دو صد مخالفینِ اسلام نے یہ اقرار کیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون بالاتر رہا۔ موصوف کی تقریر کے اختتام پر مکرم شمس الحق صاحب نے نظم پڑھ کر سنائی۔

اجلاس کی پانچویں تقریر مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ نے

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احیائے دین و غلبہ اسلام

کے موضوع پر کی۔ مقرر موصوف نے اپنی تقریر کے ابتداء میں بتایا کہ آج سے چودہ سو سال قبل یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے سامان ہونگے اور امام مہدی کے ذریعہ سے اسلام کو دیگر ادیان پر روحانی غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ جب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اس وقت اسلام اور مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت عیسائی پادری اپنی تقاریر و تصانیف میں اس بات کو بڑے زور شور سے پیش کرتے کہ عیسائیت، مرکزِ اسلام پر غالب آکر رہے گی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضورؑ نے پرچمِ اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں بلند کیا اور اسلام کی حقانیت و صداقت کو زبردست دلائل سے ثابت کیا اور اس کا جواب دینے کے لئے عیسائی پادریوں کو چیلنج دیا۔ موصوف مقرر نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ عیسائیت اسلام کے مقابلہ میں پسپا ہو رہی ہے۔ مقرر نے ثبوت کے طور پر عیسائی مؤرخین و مصنفین کے متعدد حوالجات پڑھ کر سنائے۔ اور واضح کیا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے وجود سے احیاءِ دین اور غلبۂ اسلام کا کام بطریقِ احسن انجام پا رہا ہے۔

آخر میں استاذی المکرم جناب مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے ۲۳ مارچ کے تاریخی دن

### "یوم مسیح موعودؑ" اور "بیعتِ اولیٰ"

کا مفصل تاریخی پس منظر بیان کیا اور بتایا کہ بشیر اول کی وفات پر حضور علیہ السلام نے بتاریخ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ایک اشتہار شائع کیا جو سبز اشتہار کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں حضورؑ نے واضح کیا کہ بشیر اول کی وفات بھی پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ کیونکہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں بعض بچوں کے تو عمری میں فوت ہو جانے کی بھی خبر ہے۔ جو کہ بشیر اول کی وفات سے پوری ہو گئی۔ اس کے باوجود پیشگوئی دوبارہ شائع ... اسی اشتہار میں "تبلیغ" کے عنوان سے حضور علیہ السلام نے تمام لوگوں کو دعوتِ بیعت دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جو لوگ ربانی شرائط پر چلنے کے لئے تیار ہوں وہ میری بیعت کے لئے آویں۔

اس کے ڈیڑھ ماہ بعد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو حضورؑ کے ہاں پسر موعود (سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ) پیدا ہوا۔ اسی روز حضورؑ نے ایک اشتہار کے ذریعہ ایک تو لڑکے کی پیدائش کی اطلاع شائع کی۔ دوسرے "تکمیلِ تبلیغ" کے عنوان سے ان ربانی شرائط کا تفصیلاً ذکر فرمایا جو جماعتِ احمدیہ میں دس شرائطِ بیعت کے عنوان سے مشہور و معروف ہیں۔ اس جگہ حضورؑ نے اس امر کو بھی واضح کیا کہ دعوتِ بیعت کا حکم خدا تعالیٰ کی طرف سے حضورؑ کو دس ماہ قبل ہو چکا تھا۔ لیکن جس مصلحت کے پیشِ نظر اس میں التوا کرایا گیا وہ اب بدرجۂ اتم پوری ہو گئی یعنی بشیر اوّل کی وفات سے سچوں اور کچوں، مخلصوں اور منافقوں میں فرق ہو گیا۔ اب جو لوگ اس ابتلاء کی حالت میں دعوتِ بیعت کو قبول کر کے سلسلہ میں داخل ہوں گے وہی ہماری جماعت سمجھے جائیں گے۔

اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فاضل مقرر نے بتایا کہ ۱۸۸۹ء کے شروع میں حضورؑ لدھیانہ تشریف لے گئے ... اور ۴ مارچ کو حضورؑ نے ایک اشتہار کے ذریعہ اطلاع دی کہ ۲۵ مارچ تک حضورؑ لدھیانہ میں مقیم رہیں گے۔ جو دوست بیعت کے لئے یہاں آنا چاہیں آجائیں۔ اور اس کے بعد جو چاہے قادیان بیعت کے لئے حاضر ہو جائے۔ چنانچہ حضورؑ نے لدھیانہ میں بیعت لینے کے لئے حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان کو پسند فرمایا۔ اور آج کے دن یعنی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء اسی جگہ پہلی بیعت ہوئی۔ اس تاریخی دن کو ہمارے ہاں یوم بیعتِ اولیٰ اور یوم مسیح موعودؑ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

تقریر کے آخر میں فاضل مقرر نے حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوریؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایت کے مطابق وہ الفاظ پڑھ کر سنائے جن میں حضورؑ نے اس روز بیعت لی۔ یہ الفاظِ بیعت بدر کی گزشتہ اشاعت میں شائع ہو چکے ہیں۔

بالآخر محترم صدر صاحب مجلس نے اپنی اختتامی تقریر میں فرمایا کہ خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ ہم اس رسول و پیغمبر کی جماعت ہیں جو کہ ہر جہت سے کامل انسان تھا اور جس کے طفیل ہمیں کامل اور اتم شریعت ملی۔ اور اب اس کی اتباع کے بغیر نبیؐ، صدیق، شہید اور صالحین کا وجود ممکن نہیں ... [illegible] ... کے ظل اور بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہیں۔ صدرِ محترم نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے حاضرینِ مجلس کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمارا حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں ہونا اسی وقت نتیجہ خیز اور مفید ہو سکتا ہے جب کہ ہم حضور صلعم اور مسیح موعودؑ کے ارشادات و فرمودات کے مطابق اپنی زندگیوں کو بنائیں۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

آخر میں صدرِ محترم نے اجتماعی دعا کرائی اور اس طرح یہ مبارک جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

برعایتِ پردہ مستورات بھی بکثرت شمولیت کر کے اس بابرکت تقریب سے مستفید ہوئیں۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

---

### درخواستِ دعا

میری بیٹی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ کا ۲۰ ؍ سے S.S.C. کا امتحان شروع ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو اس امتحان میں نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

خاکسار: شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

# مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ
## اور
# احبابِ جماعت کا فرض

جماعت کی تعلیمی اور تبلیغی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درس گاہ کی افادیت احبابِ جماعت احمدیہ سے مخفی نہیں رہی ہے کہ اس مقدس درسگاہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اب بفضلہ تعالیٰ بڑے بڑے رؤسا و گورنر اور سلاطین اس درس گاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ احبابِ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیشِ نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پُورا کرنے کے لئے احبابِ جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہونہار بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۷۲ء سے شروع ہوگا۔ لہٰذا خواہش مند احباب، داخلہ فارم نظارت ہذا سے منگوا کر بہرحال یکم اگست ۱۹۷۲ء تک مکمل کرکے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کر لئے جائیں۔

① بچے کا میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔
② بچہ قرآنِ مجید ناظرہ اور اُردو زبان روانی سے پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔۔۔ حسبِ دستورِ سابق امسال بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور کئے ہیں۔ جو طلباء کی ذہنی، اخلاقی، اور اقتصادی حالت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیئے جائیں گے۔

**داخلہ حافظ کلاس** مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو) لئے جائیں گے۔ ہوشیار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی یکم اگست ۱۹۷۲ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

# فوری ضرورت ہے

مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے مفصلہ ذیل کتب کی فوری ضرورت ہے:۔

**تصانیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام**

۱۔ مسیح ہندوستان میں۔
۲۔ جنگِ مقدس۔
۳۔ کتاب البریہ۔
۴۔ ست بچن۔
۵۔ چشمۂ معرفت۔
۶۔ براہینِ احمدیہ حصہ پنجم۔
۷۔ نزول المسیح۔
۸۔ برکات الدعا۔
۹۔ ازالہ اوہام۔

**تصانیف حضرت مصلح موعود رضؓ**

۱۔ فضائل القرآن۔
۲۔ تقدیر الٰہی۔
۳۔ وحی و الہام کے متعلق اسلامی نظریہ۔

**دیگر کتب**

۱۔ سیرت خاتم النبیین ہر سہ حصص از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ
۲۔ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور انگریز از مولانا درد صاحب
۳۔ متی کی انجیل۔
۴۔ بائیبل اُردو مکمل۔

ہر کتاب کے پانچ پانچ نسخے درکار ہیں۔ کتب کی حالت اچھی ہو۔ ہر کتاب کی واجبی قیمت اور تعداد لکھیں تا ارسال کرنے کا آرڈر دیا جائے۔ جو دوست بطور صدقہ جاریہ کتب دینا چاہیں تو اس کی صراحت فرمائیں شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیں گی۔ نیز کتاب پر معطی کا نام بغرضِ مستقل دعا لکھ دیا جائے گا۔ اس صورت میں اخراجاتِ ڈاک مدرسہ ادا کرے گا۔

خط و کتابت بنام ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان کی جائے۔

میٹریکولیشن کا امتحان اور ۔۔۔ (۵) ۔۔۔ مکرم ماسٹر عبد الحکیم صاحب ڈاتی اور مکرم ماسٹر مسعود صاحب ڈار، فرسٹ ٹی۔ ڈی۔ سی کا امتحان دے رہے ہیں۔۔۔ (۷) ۔۔۔ نیز خاکسار بھی ڈپلومہ ای پی سی (.C ... ڈا) کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ سب کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: نعمت اللہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ آسنور (کشمیر)

# ولادتیں

☆۔۔۔ مکرم محمود احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۲۳/۲/۷۲ کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ مکرم ڈاکٹر محمد امام صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ نومولود کی درازیٔ عمر، خادمِ دین بننے اور بابرکت وجود ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز مکرم محمود احمد صاحب نے کریانہ کی دکان لگائی ہے کاروبار کی کامیابی کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ موصوف نے دس روپے شکرانہ اور اعانتِ بدر میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار: فیض احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم شموگہ۔

☆۔۔۔ برادرم مکرم سید احمد صاحب پونچھی کارکن وقفِ جدید کے ہاں ۲۷/۲/۷۲ کو پہلی بچی تولد ہوئی نام سلطانہ بیگم تجویز کیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے اور صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ خاکسار: فرید احمد کارکن دفتر وقفِ جدید قادیان۔

# درخواستہائے دعا

①۔۔۔ مکرم سید عبد الماجد صاحب اسلام آباد آج کل ملازمت کیلئے کوشاں ہیں۔ بابرکت ملازمت مل جانے کے لئے، اُن کے والد مکرم سید یوسف شاہ صاحب اسلام آباد کی صحت قدرے خراب رہتی ہے علاج جاری ہے، کامل شفایابی کے لئے، اُن کی ہمشیرہ مکرمہ سیدہ اختر صاحبہ اسلام آباد امسال ایم۔ اے کا امتحان دے رہی ہیں نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

②۔۔۔ عزیز فاروق احمد ابن ماسٹر عبد السلام صاحب لون آف رشی نگر کشمیر بیمار ہے عزیز کی کامل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

③۔۔۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب آف آسنور کی دو سالہ بچی سخت بیمار ہے اور اسلام آباد ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ والدین کی یہ اکلوتی بچی ہے جس کے باعث وہ سخت پریشان ہیں۔ احبابِ جماعت عزیزہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا فرما دیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

④۔۔۔ آسنور (کشمیر) سے امسال مکرم بدر الدین صاحب ڈار۔ مکرم الطاف حسین صاحب نائیک، مکرم مبارک رسول صاحب ڈار، مکرم عبد الشکور صاحب وانی۔ مکرم محمد اقبال صاحب ڈار۔ مکرم عبد الرشید صاحب نائیک۔ اور چند طالبات


پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کار ڈل

کے ہر قسم کے پُرزے آپ کو ہماری دُکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mango Lane Calcutta-1

23—1652 / 23—5222 { فون نمبرز } { "AUTOCENTRE" تار کا پتہ